بسم اللہ الرحمن الرحیم

اَلطَّلَاقُ مَرَّتٰنِ فَاِمۡسَاكٌ بِمَعۡرُوۡفٍ اَوۡ تَسۡرِيۡحٌ بِاِحۡسَانٍ {البقرۃ 229}

یہ طلاق دو بار تک ہے پھر بھلائی کے ساتھ روک لینا ہے یا نکوئی (اچھے سلوک) کے ساتھ چھوڑ دینا ہے۔

کتاب الطلاق

مسئلہ طلاقِ ثلاثہ

تالیف

سید محمد سعید الحسن شاہ عفی عنہ

ناشر نور الہدیٰ فاؤنڈیشن رجسٹرڈ فیصل آباد

نَحۡمَدُ اللّٰہَ تَعَالٰی وَنُصَلِّیۡ وَنُسَلِّمُ عَلٰی رَسُوۡلِہِ الۡمُجۡتَبٰی
وَعَلٰی اٰلِہٖ وَاَصۡحَابِہٖ دَائِمًا اَبَدًا

اسلام دینِ فطرت ہے اس کے تمام تر اصول وقواعد عین فطرت کے مطابق ہیں۔ نسل انسانی کی بقا اور حفاظت کے لئے سلسلۂ توالد و تناسل بنیاد اور اساس ہے اس مقصد کے اعلیٰ ترین اندازِ حصول کے لئے دین اسلام نے نکاح کرنے کا حکم ارشاد فرمایا۔

اللہ رب العزت قرآن کریم میں ارشاد فرماتا ہے:

فَانۡکِحُوۡا مَا طَابَ لَکُمۡ مِّنَ النِّسَآءِ مَثۡنٰی وَثُلٰثَ وَرُبٰعَ فَاِنۡ خِفۡتُمۡ اَلَّا تَعۡدِلُوۡا فَوَاحِدَةً. (النساء:۳)

''تو نکاح میں لاؤ جو عورتیں تمہیں خوش آئیں دو، دو اور تین، تین اور چار، چار پھر اگر ڈرو کہ برابر نہ رکھ سکو گے تو ایک ہی کرو''۔

رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے اس پر عمل فرما کر نکاح کو سنت قرار دے دیا اور فرمایا:

''اَلنِّکَاحُ مِنۡ سُنَّتِیۡ فَمَنۡ لَّمۡ یَعۡمَلۡ بِسُنَّتِیۡ فَلَیۡسَ مِنِّیۡ''

(سنن ابن ماجہ رقم الحدیث:1846) مطبوعہ ریاض باب ماجاء فی فضل النکاح)

''نکاح میری سنت ہے اور جس نے میری سنت سے روگردانی کی، وہ مجھ سے نہیں ہے۔''

یعنی دین اسلام نے جائز نکاح کرنا بھی عبادت اور ثواب کی چیز بنادیا اور اس کے ساتھ ساتھ میاں بیوی کے حقوق کا تعین بھی فرمادیا نیز کسی کو بھی ایک دوسرے کے حقوق غصب کرنے اور حد سے تجاوز سے منع فرمادیا۔ تو جس طرح خالق حقیقی جل شانہٗ نے لوگوں کی شکلیں جدا جدا تخلیق فرمائیں اسی طرح ان کی سوچ کے زاویے بھی الگ الگ بنا دیئے۔ اس لیے یہ نہیں کہا جاسکتا کہ آج کا دوست، کل کا دشمن یا آج کا دشمن، کل کا دوست

نہیں بن سکتا بلکہ یہ سب کچھ ممکن ہے۔اور یہ بھی خارج از امکان نہیں کہ رشتۂ ازواج کے مقدس بندھن میں بندھ جانے والے میاں بیوی اب کبھی بھی جدا نہ ہونگے بلکہ بتقاضائے بشریت ممکن تھا کہ ان کی راہیں بھی جدا جدا ہو جائیں ۔اسلام نے ایک عالمگیر اور آفاقی مذہب ہونے کے ناطے اس اہم ترین صورتحال کو نظر انداز نہیں فرمایا۔اگر اسلام ان میں باعزت طریقہ سے علیحدگی طلاق یا خلع کی صورت میں پیش نہ فرماتا تو حالات خوفناک حد تک خراب ہو جاتے یا تو میاں بیوی ایک دوسرے سے شدید نفرت رکھتے ہوئے بھی بامر مجبوری ایک دوسرے کو برداشت کرتے اور یوں حقوق وفرائض بری طرح پامال ہونے کے ساتھ ان کی اولاد پر بھی نہایت منفی اثر پڑتا۔کچھ بچے ماں کے دشمن بن جاتے اور کچھ باپ کے،نتیجتاً بہن بھائیوں کی آپس میں طبعی محبت دشمنی میں بدل جاتی اور یوں پورا خاندان، قبیلہ یا معاشرہ نفرت کا آتش فشاں بن جاتا یا پھر میاں بیوی ایک دوسرے سے جان چھڑانے کا غیر انسانی طریقہ اختیار کرتے یعنی دونوں میں سے کوئی ایک دوسرے کو ہلاک کرنے کی کوشش کرتا۔ دین فطرت اسلام نے معاشرے کو اس تباہ کن صورتحال سے بچانے کے لئے طلاق اور خلع کے قوانین نافذ فرمائے تاکہ اگر خاوند کو بیوی پسند نہ ہو تو اس بیچاری کو بلاوجہ قید رکھنے کی بجائے طلاق دیدے اور اگر خدانخواستہ کسی وجہ سے بیوی کو خاوند پسند نہ آئے تو خلع کا مطالبہ کرلے۔

طلاق:

تعریف:۔طلاق سے مراد''ملک نکاح'' کا خاتمہ ہے۔(اس کی مزید تعریف اور اقسام آئندہ صفحات میں ملاحظہ فرمائیں۔)

طلاق دینے والا: طلاق دینے والے میں مندرجہ ذیل شرطوں کا پایا جانا ضروری ہے۔

1:...... وہ طلاق پانے والی عورت کا شوہر ہو یا ایسا شخص جسے شوہر نے طلاق کا معاملہ سپرد کر دیا ہو۔

طلاق دینے والے کا شوہر ہونا اس لئے شرط ہے کہ نکاح کی گرہ شوہر کے ہاتھ میں ہوتی ہے وہی اس کا باندھنے والا اور وہی کھولنے والا ہوتا ہے۔ اللہ تعالیٰ فرماتا ہے:

"بِيَدِهٖ عُقْدَةُ النِّكَاحِ" کہ جس کے ہاتھ میں نکاح کی گرہ ہے۔

2:......شوہر کے علاوہ طلاق دینے والے کا ایسا شخص ہونا جسے شوہر نے طلاق کا معاملہ سپرد کر دیا ہو۔ شوہر کے لئے یہ جائز ہے کہ طلاق کا اختیار جو اس کے ہاتھ میں ہوتا ہے کسی اور کے سپرد کر دے۔ یہ دوسرا شخص کبھی تو خود بیوی ہوتی ہے اور کبھی بیوی کے علاوہ کوئی اور ہوتا ہے اگر شوہر نے یہ معاملہ کسی دوسرے کے سپرد کر دیا اور اس نے طلاق دے دی تو طلاق واقع ہو جائے گی۔ حضرت علی رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے ایک شخص کے متعلق پوچھا گیا جس نے اپنی بیوی کو طلاق دینے کا معاملہ کسی اور کے ہاتھ میں دے دیا تھا جس نے اسے تین طلاقیں دے دیں۔ آپ رضی اللہ عنہ نے فرمایا "جس شخص کے ہاتھ میں طلاق کی گرہ ہو اور پھر وہ اسے کسی اور کے حوالے کر دے تو اس کا حکم اس طرح نافذ سمجھا جائے گا۔ (مسند سیّد عبدالرزاق جلد ہفتم ص 3)

طلاق دہندہ کے لئے عام شرطیں:

وقوع طلاق کے لئے تمام حالات میں طلاق دہندہ میں درج ذیل اوصاف کا پایا جانا شرط ہے۔

بلوغ: بالغ ہونا شرط ہے نابالغ کی طلاق موثر نہ ہوگی۔ (درمختار، عالمگیری)

عقل: حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا ہر طلاق درست و نافذ ہے سوائے اس آدمی کی طلاق کے جس کی عقل و فہم مغلوب ہو۔

(ترمذی 473/7)

حضرت علی رضی اللہ عنہ نے فرمایا ہوش کی دی ہوئی طلاق نافذ ہے۔

(مسند زید، ج 4 ص 397 المغنی ہفتم ص 115)

چونکہ طلاق دہندہ کا عاقل ہونا شرط ہے اس لئے دیوانہ یا بے ہوش کی دی ہوئی طلاق واقع نہیں ہوگی۔ جس شخص نے قصداً کوئی نشہ آور چیز استعمال نہ کی ہو اور اس کی عقل (کسی اور وجہ سے) زائل ہو چکی ہو تو اس کی دی ہوئی طلاق واقع نہیں ہوگی۔ (المغنی جلد ہفتم ص ۱۱۴)

اگر کسی نے مجبور کر کے (اکراہ شرعی سے) اسے نشہ پلا دیا یا حالت اضطرار میں مثلاً پیاس سے مر رہا تھا اور پانی نہ تھا تو ایسے نشہ کی حالت میں صحیح یہ ہے کہ طلاق واقع نہ ہوگی۔ (ردالمختار، بہار شریعت)

لیکن ایسا شخص جو کسی نشہ آور شے کے استعمال سے جان بوجھ کر مدہوش ہو گیا ہو تو اس کی دی ہوئی طلاق اسی طرح واقع ہو جائے گی جس طرح ہوش مند کی دی ہوئی طلاق۔

☆......اگر تین طلاقیں دینا چاہے تو ہر طہر میں ایک طلاق دے حضرت ابن مسعود رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے فرمایا جب کوئی شخص اپنی بیوی کو تین طلاقیں سنت طریقہ سے دینا چاہے تو ہر طہر میں ایک طلاق دے اور عورت آخری طلاق پانے پر مزید ایک حیض کی عدت گزارے۔

(ابن ابی شیبہ ص 234 جلد اول، سعید بن منصور ص 256 جلد اول، آثار ابی یوسف ص 595 المحلیص 173 جلد دہم)

بخاری و مسلم میں حضرت عبداللہ بن عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت ہے کہ خود انہوں نے اپنی بیوی کو ایسی حالت میں کہ اسے حیض کے ایام جاری تھے، طلاق دے دی تو ان کے والد حضرت عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم سے اس کا ذکر کیا، آپ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے اس پر سخت برہمی اور ناراضگی کا اظہار فرمایا اور حکم دیا کہ عبداللہ بن عمر کو چاہئے کہ وہ اس طلاق سے رجعت کرے اور بیوی کو اپنے پاس اپنے نکاح میں رکھے یہاں تک کہ حیض کے ایام ختم ہو کر طہر (یعنی پاکیزگی کے ایام) آ جائیں اور پھر اس طہر کی مدت ختم ہو کر دوبارہ حیض کے ایام آ جائیں اور اس کے بعد وہ پھر طہر کی حالت میں آ جائے تو اسی حالت میں اگر وہ طلاق ہی دینا مناسب سمجھے تو اس طہر میں اس سے

صحبت کئے بغیر اس کو طلاق دے دے آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا یہی وہ عدت ہے جس کے بارے میں قرآن کریم میں حکم دیا گیا ہے۔ **فَطَلِّقُوْهُنَّ لِعِدَّتِهِنَّ.**

(صحیح بخاری صحیح مسلم)

طلاق میں مزاح نہیں:

حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے فرمایا: تین چیزیں ایسی ہیں جن میں دل کے ارادے اور سنجیدگی کے ساتھ بات کرنا بھی حقیقت ہے اور ہنسی مذاق کے طور پر کہنا بھی حقیقت ہی کے حکم میں ہے، نکاح، طلاق، رجعت (سنن ابو داؤد جامع ترمذی باب ما جاء فی الجدوالهزل فی الطلاق)

طلاق ان تصرفات میں سے ہے جن میں سنجیدگی اور مزاحاً کہے ہوئے الفاظ کے اثرات یکساں ہوتے ہیں تاکہ ازدواجی تعلقات اور پرسکون طور پر آباد گھرانے کھلنڈروں کے ہاتھوں کا کھلونا بن کر نہ رہ جائیں۔ حضرت علی رضی اللہ عنہ نے فرمایا:

''تین باتوں میں لعب یعنی مزاح یا غیر سنجیدہ پن کی کوئی گنجائش نہیں، اول نکاح، دوم طلاق، سوم عتاق'' ایک روایت میں لفظ عتاق کی جگہ لفظ صدقہ مروی ہے۔

(مسند زید جلد چہارم ص 395، عبدالرزاق جلد ششم ص 134، المغنی جلد ششم ص 535)

طلاقِ سنت:

طلاق دینے کا سنت طریقہ یہ ہے کہ عورت کو ایسے طُہر میں طلاق دے کہ جس میں اس نے اس سے مجامعت نہ کی ہو پھر اگلے طُہر میں بغیر مجامعت کے دوسری طلاق دے دے اسی طرح اس سے اگلے طُہر میں بغیر مجامعت کے تیسری طلاق دے دے۔

حضرت ابن مسعود رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں یہ اس لئے کہ ارشاد باری تعالیٰ ہے۔

يٰۤاَيُّهَا النَّبِيُّ اِذَا طَلَّقْتُمُ النِّسَآءَ فَطَلِّقُوْهُنَّ لِعِدَّتِهِنَّ وَاَحْصُوا الْعِدَّةَ وَاتَّقُوا اللّٰهَ رَبَّكُمْ لَا تُخْرِجُوْهُنَّ مِنْۢ بُيُوْتِهِنَّ وَلَا يَخْرُجْنَ اِلَّاۤ اَنْ يَّاْتِيْنَ

بِفَاحِشَةٍ مُّبَيِّنَةٍ وَتِلْكَ حُدُوْدُ اللّٰهِ وَمَنْ يَّتَعَدَّ حُدُوْدَ اللّٰهِ فَقَدْ ظَلَمَ نَفْسَهٗ لَاتَدْرِیْ لَعَلَّ اللّٰهَ يُحْدِثُ بَعْدَ ذٰلِكَ اَمْرًا ۝ (الطلاق آیت:1)

ترجمہ: ''اے نبی (صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم آپ فرما دیجئے کہ) جب تم لوگ عورتوں کوطلاق دوتو ان کی عدت کے وقت پر ان کوطلاق دواور عدت کا شمار رکھواور اپنے اللہ سے ڈرو، عدت میں انہیں اُن کے گھروں سے نہ نکالواور نہ ہی وہ آپ نکلیں مگر یہ کہ کوئی صریح بے حیائی کی بات لائیں (تو پھر گھر سے نکالا جا سکتا ہے) اور یہ اللہ تعالیٰ کی حدیں ہیں اور جو اللہ تعالیٰ کی حدوں سے آگے بڑھا بے شک اس نے اپنی جان پر ظلم کیا۔ تمہیں نہیں معلوم شاید اللہ تعالیٰ اس کے بعد کوئی نیا حکم ارشاد فرما دے۔ (65/1)

حضرت ابن مسعود نے اس آیت کی تفسیر میں فرمایا ''انہیں حالت طہر میں طلاق دو کہ جس میں ہمبستری نہ ہوگی۔ (ابن ابی شیبہ ص 233 جلد اول (مسند عبدالرزاق جلد 6 ص 303) سنن بیہقی ص 325 جلد 7 تفسیر ابن کثیر جلد 4 ص 378)

طلاق میں تفریق کی مشروعیت کا مقصد یہی ہے کہ مرد کو سوچنے سمجھنے اور حالات کا جائزہ لینے کا موقع مل جائے تا کہ وہ غصے میں آ کر تین طلاق نہ دے بیٹھے اور بعد میں نادم ہو کر تلافی کرنا چاہے لیکن تلافی یعنی رجوع کی کوئی گنجائش نہ رہے۔

حضرت علی رضی اللہ عنہ نے فرمایا:

''اگر لوگ طریقہ طلاق کو درست طریقے سے سمجھ لیتے ہیں تو کسی مرد کو کسی عورت کو طلاق دینے پر افسوس کرنے کی ضرورت نہ رہتی۔ درست طریقے کی کیفیت یہ ہے کہ شوہر بیوی کو حالت حمل میں جب حمل ظاہر ہو چکا ہو یا حالت طہر میں جبکہ اس کے ساتھ ہم بستری نہ کی ہو ایک طلاق دیدے۔ پھر انتظار کرے یہاں تک کہ عدت کی مدت کے اختتام سے پہلے وہ رجوع کرنا چاہے تو رجوع کر لے اور اگر اس کے راستے سے ہٹ جانا چاہے تو ہٹ جائے۔ (ابن ابی شیبہ جلد اول ص 233)

آپ رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے فرمایا! اگر لوگ طلاق کے متعلق اللہ کے بتائے ہوئے راستے پر چلتے تو کوئی شخص اپنے آپ کو کسی عورت (یعنی اپنی مطلقہ بیوی) کے پیچھے کبھی نہ لگاتا۔ بیوی کو ایک طلاق دیدے پھر اسے تین حیض تک چھوڑے رکھے۔ اس دوران جب چاہے اس سے رجوع کرلے۔(المغنی جلد ہفتم ص 99)

آپ کا یہ بھی قول ہے کہ ''جو شخص سنت طریقے سے اپنی بیوی کو طلاق دیتا ہے وہ کبھی نادم نہیں ہوتا۔(ابن ابی شیبہ جلد اول ص 233ب۔ سنن بیہقی جلد ہفتم ص 325)

حاملہ کی طلاق: حاملہ کو طلاق ہو جاتی ہے۔جیسا کہ قرآن کریم سے ثابت ہے البتہ حضرت ابن مسعود رضی اللہ تعالیٰ عنہ حمل کی حالت میں عورت کو طلاق دینا مکروہ سمجھتے تھے آپ فرمایا کرتے تھے۔ ''کوئی شخص اپنی بیوی کو حالت حمل میں طلاق نہ دے کہ پھر اللہ اسے شرمندہ کردے'' کیونکہ حمل کی وجہ سے نیز پیدا ہونے والے بچے کے دودھ چھڑانے تک رضاعت کی بنا پر وہ اس مطلقہ کے نان نفقہ کا ذمہ دار ہے۔

(ابن شیبہ جلد اول ص 248)

عدت اور اُس کا معنیٰ:

نکاح زائل ہونے یا شبہ نکاح کے بعد عورت کا نکاح سے ممنوع ہونا اور ایک زمانہ تک انتظار کرنا عدت ہے۔

اللہ تعالیٰ ارشاد فرماتا ہے:

وَالْـمُـطَـلَّـقٰـتُ يَتَـرَبَّـصْـنَ بِـاَنْـفُسِهِـنَّ ثَـلٰثَةَ قُرُوْٓءٍ وَلَا يَحِلُّ لَهُـنَّ اَنْ يَّكْتُـمْـنَ مَاخَلَقَ اللّٰهُ فِيْٓ اَرْحَامِهِنَّ اِنْ كُنَّ يُؤْمِنَّ بِاللّٰهِ وَالْيَوْمِ الْاٰخِرِ۔(البقرہ:228)

''طلاق والیاں اپنے آپ کو تین حیض تک روکے رکھیں اور انہیں یہ حلال نہیں کہ جو کچھ اللہ تبارک وتعالیٰ نے ان کے رحموں (پیٹوں) میں پیدا فرمایا ہے اسے چھپائیں اگر وہ اللہ تبارک وتعالیٰ اور قیامت پر ایمان رکھتی ہوں۔''

اور فرماتا ہے:

وَالّٰٓئِیۡ یَئِسۡنَ مِنَ الۡمَحِیۡضِ مِنۡ نِّسَآئِکُمۡ اِنِ ارۡتَبۡتُمۡ فَعِدَّتُهُنَّ ثَلٰثَةُ اَشۡهُرٍ ۙ وَّالّٰٓئِیۡ لَمۡ یَحِضۡنَ ؕ وَاُولَاتُ الۡاَحۡمَالِ اَجَلُهُنَّ اَنۡ یَّضَعۡنَ حَمۡلَهُنَّ ۔ الطلاق:4)

''اور تمہاری عورتیں جو حیض سے ناامید ہو گئیں اگر تم کو کچھ شک ہو تو ان کی عدت تین ماہ ہے اور ان کی بھی جنہیں ابھی حیض نہیں آیا اور حمل والیوں کی عدت یہ ہے کہ اپنا حمل جَن لیں (یعنی بچے کی ولادت ہو جائے۔)

یٰۤاَیُّهَا الَّذِیۡنَ اٰمَنُوۡۤا اِذَا نَكَحۡتُمُ الۡمُؤۡمِنٰتِ ثُمَّ طَلَّقۡتُمُوۡهُنَّ مِنۡ قَبۡلِ اَنۡ تَمَسُّوۡهُنَّ فَمَا لَكُمۡ عَلَیۡهِنَّ مِنۡ عِدَّةٍ تَعۡتَدُّوۡنَهَا ۚ فَمَتِّعُوۡهُنَّ وَسَرِّحُوۡهُنَّ سَرَاحًا جَمِیۡلًا ۔ (الاحزاب:49)

''اے ایمان والو جب تم مسلمان عورتوں سے نکاح کرو پھر انہیں بے ہاتھ لگائے چھوڑ دو تو تمہارے لئے کچھ عدت نہیں جسے گنو تو انہیں کچھ فائدہ دو اور اچھی طرح چھوڑ دو۔

مسئلہ:...... نکاح زائل ہونے کے بعد ایسی صورت میں عدت ہے کہ شوہر کا انتقال ہوا ہو یا خلوتِ صحیحہ ہوئی ہو۔ زانیہ کے لئے عدت نہیں اگرچہ حاملہ ہو یہ نکاح کر سکتی ہے۔ لیکن جس کے زنا سے حمل ہوا ہے اگر اس کے سوا کسی دوسرے سے نکاح کرے تو جب تک بچہ پیدا نہ ہو وطی جائز نہیں۔''

مسئلہ:...... نکاحِ فاسد میں دخول کے بعد تفریق ہوئی تو عدت ہے ورنہ نہیں۔ (بہارِ شریعت)

مسئلہ:...... عورت کو طلاق بائن یا رجعی دی یا کسی وجہ سے نکاح فسخ ہو گیا تو اگر دخول یا خلوتِ صحیحہ ہو چکی ہے مگر حمل نہ ہو اور عورت کو حیض آتا ہو تو عدت پورے تین حیض ہے۔ اور اگر حیض نہیں آتا کہ ابھی اس کی عمر کم ہے یا سن ایاس (یعنی زیادہ عمر کی وجہ سے حیض بند ہونا) کو پہنچ چکی ہے یا سالوں کے اعتبار سے بالغہ ہو چکی ہے مگر ابھی تک حیض نہیں آیا تو اس کی عدت تین ماہ ہے۔

مسئلہ:......عورت کو حیض آ چکا ہے مگر اب نہیں آ تا اور ابھی سن ایاس کو نہیں پہنچی تو اس کی عدت بھی حیض سے ہے۔ جب تک تین حیض نہ آ لیں یا سن ایاس کو نہ پہنچے اس کی عدت ختم نہیں ہو سکتی۔ اور اگر حیض آیا ہی نہ تھا اور مہینوں سے عدت گزار رہی تھی کہ اثنائے عدت میں تین یوم حیض آ گیا تو اب حیض سے عدت گزارے یعنی جب تک تین حیض نہ ہو لیں عدت پوری نہیں ہو گی پھر یہاں تک کہ سن ایاس کو پہنچ جائے لیکن اگر تین روز سے کم حیض آیا تو اس کی عدت تین ماہ یعنی نوے روز ہو گی۔ (فتاویٰ عالم گیری ص535 مطبوعہ مکتبہ رحمانیہ لاہور)

بیوہ کی عدت:

ارشاد باری تعالیٰ ہے:

وَالَّذِيْنَ يُتَوَفَّوْنَ مِنْكُمْ وَيَذَرُوْنَ اَزْوَاجًا يَّتَرَبَّصْنَ بِاَنْفُسِهِنَّ اَرْبَعَةَ اَشْهُرٍ وَّعَشْرًا . (البقرہ:234)

''تم میں سے جو لوگ وفات پا جائیں اور اپنے پیچھے بیویاں چھوڑ جائیں تو یہ بیویاں اپنے آپ کو چار مہینے دس دن تک انتظار میں رکھیں۔'' (البقرہ)

صحیح بخاری میں حضرت مسور بن مخرمہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے مروی ہے کہ سبیعہ اسلمیہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا کے ہاں اُن کے شوہر کی وفات کے چند دن بعد بچہ پیدا ہوا۔ تو انہوں نے بارگاہِ رسالت مآب (صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم) میں حاضر ہو کر نکاح کی اجازت طلب کی تو رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم نے اُن کو اجازت مرحمت فرما دی۔

☆......حضرت سیدنا عبداللہ مسعود رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے مروی ہے کہ سورۃ الطلاق (جس میں حمل کی عدت کا بیان ہے کہ وضع حمل پر عدت ختم ہو جائے گی) سورۃ بقرہ (کہ جس میں عدتِ وفات چار ماہ دس دن ہے) کے بعد نازل ہوئی۔ یعنی آپ رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے ارشاد کا معنی یہ ہے کہ حمل والی کی عدت چار ماہ دس دن نہیں بلکہ وضع حمل (بچے کی ولادت) ہے۔

☆......امام مالک، شافعی و بیہقی حضرت امیر المومنین عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت

کرتے ہیں کہ اگر خاوند کی وفات کے بعد بیوہ کے ہاں بچہ پیدا ہو گیا اور مردہ ابھی تک چار پائی پر ہو، (دفن بھی نہ کیا ہو) تو عدت پوری ہو گئی۔

سوگ: اس جگہ سوگ کے معنی شوہر کی وفات پر عورت (بیوہ) کے لئے زینت مثلاً زیورات اعلیٰ لباس، خوشبو، تیل، سرمہ، کنگھی، مہندی وغیرہ لگانا، یعنی ہر قسم کی زینت کو ترک کرنا واجب ہے۔ (عالم گیری)

☆......صحیح بخاری میں اُم المومنین سیدہ اُم سلمٰی رضی اللہ تعالیٰ عنہا سے مروی ہی کہ ایک عورت نے حضور اکرم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم کی خدمت میں حاضر ہو کر عرض کی کہ میری بیٹی کے شوہر کی وفات ہو گئی ہے (اور وہ عدت میں ہے) اُس کی آنکھیں دکھتی ہیں کیا وہ سرمہ لگا سکتی ہے؟ ارشاد فرمایا کہ نہیں۔ دو یا تین مرتبہ اُس کے اصرار پر یہی ارشاد فرمایا کہ نہیں۔ پھر فرمایا ''یہ تو بس چار ماہ اور دس دن ہی ہیں اور زمانہ جاہلیت میں تو سال گذرنے پر مینگنی پھینکا کرتی تھی۔ (صحیح بخاری رقم الحدیث: 5336)

خیال رہے کہ زمانہ جاہلیت میں یہ رسم تھی کہ بیوہ سال بھر ایک جھونپڑی میں عدت گزارتی اور نہایت میلے کچیلے کپڑے پہنتی اور جب سال پورا ہو جاتا تو اس جھونپڑی سے بکری وغیرہ کی مینگنیاں پھینکتی ہوئی باہر نکلتی جو اس بات کی نشانی ہوتی کہ عدت پوری ہو چکی ہے۔

☆......اُم المومنین سیدہ اُم حبیبہ، اُم المومنین زینب بنت جحش رضی اللہ تعالیٰ عنہما سے مروی ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا جو عورت اللہ تعالیٰ اور قیامت کے دن پر یقین رکھتی ہے اسے حلال نہیں کہ کسی میت پر تین راتوں سے زیادہ سوگ کرے سوائے شوہر کے کہ اس پر چار ماہ اور دس دن سوگ کرے۔

(رقم الحدیث صحیح بخاری 5335-5334، صحیح مسلم رقم الحدیث 3729)

☆......اُم المومنین سیدہ اُم سلمٰی رضی اللہ تعالیٰ عنہا سے مروی ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ

علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا ''جس عورت کا شوہر وفات پا گیا وہ نہ کسم (ایک قسم کی بوٹی) کا رنگا ہوا کپڑا پہنے، نہ گیرو کا رنگا ہوا (یعنی زرد اور سرخ) پہنے، نہ زیور پہنے، نہ مہندی لگائے اور نہ ہی سرمہ لگائے۔'' (سنن ابی داؤد)

خلع اور اس کی قانونی و شرعی حیثیت:

خلع اس طلاق کو کہتے ہیں جو مرد، عورت سے اُس کے مطالبہ پر معاوضہ لے کر اسے لفظ خلع یا ان کے ہم معنی کسی لفظ سے دیتا ہے۔

خلع کا جواز خود قرآن حکیم سے ثابت ہے چنانچہ ارشاد الٰہی ہے:

وَلَایَحِلُّ لَکُمْ اَنْ تَاْخُذُوْا مِمَّآ اٰتَیْتُمُوْھُنَّ شَیْئًا اِلَّآ اَنْ یَّخَافَآ اَلَّا یُقِیْمَا حُدُوْدَ اللّٰہِ فَاِنْ خِفْتُمْ اَلَّا یُقِیْمَا حُدُوْدَ اللّٰہِ فَلَا جُنَاحَ عَلَیْھِمَا فِیْمَا افْتَدَتْ بِہٖ تِلْکَ حُدُوْدُ اللّٰہِ فَلَا تَعْتَدُوْھَا وَمَنْ یَّتَعَدَّ حُدُوْدَ اللّٰہِ فَاُولٰٓئِکَ ھُمُ الظّٰلِمُوْنَ (البقرہ229)

ترجمہ: اور تمہیں روا نہیں کہ جو کچھ عورتوں کو دیا اس میں سے کچھ واپس لو۔ مگر جب دونوں کو اندیشہ ہو کہ اللہ کی حدیں قائم نہ کریں گے پھر اگر تمہیں خوف ہو کہ وہ دونوں ٹھیک انہی حدوں پر نہ رہیں گے تو ان پر کچھ گناہ نہیں اس میں جو بدلہ دے کر عورت چھٹی لے یہ اللہ کی حدیں ہیں ان سے آگے نہ بڑھو اور جو اللہ کی حدوں سے آگے بڑھے تو وہی لوگ ظالم ہیں۔

حضرت امام بخاری اپنی سند کے ساتھ حضرت ابن عباس رضی اللہ تعالیٰ عنہما سے روایت کرتے ہیں کہ حضرت ثابت بن قیس بن شماس کی بیوی (جمیلہ بنت عبداللہ بن ابی بن سلول یا حبیبہ بنت سھل) بارگاہِ رسالت مآب میں حاضر ہو کر عرض گزار ہوئیں کہ یارسول اللہ (صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم) میں ثابت بن قیس بن شماس کے دین اور خلق کے بارہ میں کوئی اعتراض نہیں کرتی لیکن میں اسلام کے بعد کفر (یعنی شوہر کی ناشکری یا اُن کے حقوق پورے طریقہ سے ادا نہ کرسکنے) کو پسند نہیں کرتی (اس لئے میں اُن سے علیحدگی چاہتی ہوں) رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا ''کیا تم اس کا وہ باغ (جو

انہوں نے حق مہر میں دیا تھا) واپس کر دو گی؟ انہوں نے عرض کیا ''جی ہاں'' رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم نے حضرت ثابت بن قیس سے فرمایا ''باغ لے لو اور اس کو طلاق دے دو۔'' (ظلال القرآن جلد 2 ص 199 مطبوعہ دار احیاء التراث العربی بیروت 1386ھ)

فائدہ: یہ اسلام میں پہلا خُلع تھا یہ حدیث تھوڑے اختلاف کے ساتھ صحیح بخاری کے علاوہ موطا امام مالک 564/2، ابوداؤد 2227، نسائی 1169/6، مسند امام احمد 433/6، صحیح ابن حبان 428، ابن الجارود 749، بیہقی 313/7، ابن ماجہ 2056 میں بھی موجود ہے۔

جہاں تک اس کے بارے میں اجماع اُمت کا تعلق ہے تو چاروں خلفائے راشدین اس کے جواز کے قائل ہیں اور اس بارے میں ان کے درمیان کوئی اختلاف نہیں پایا جاتا ہے۔ (المغنی ۷ ص ۵۲)

خلع کب حلال ہے:

خلع اس صورت میں مشروع ہوتا ہے جب کہ عورت کی جانب سے کوتاہی ہوتی ہے۔ (المغنی (۷) ص ۵۲)

حضرت علی رضی اللہ عنہ نے خلع کو مشروع ہونے کے اسباب کو تین حصوں میں محصور کر دیا ہے۔ آپ نے فرمایا تین باتیں خلع کو حلال کر دیتی ہیں۔ یعنی خلع کی طلاق گناہ نہیں رہتی۔

(۱)...... جب کہ عورت تمہارے مال کو برباد کرے۔

(۲)...... یا تمہارے بلانے کے باوجود تمہارے پاس آنے سے انکار کر دے۔

(۳)...... یا تمہاری اجازت کے بغیر گھر سے باہر نکلے۔ (عبدالرزاق، ص: 497)

ان کے علاوہ آپ کچھ اور بھی اسباب گنوا سکتے ہیں چنانچہ فرمایا:

اگر عورت یوں کہے کہ میں تمہارے لئے غسل جنابت نہیں کروں گی یا تمہاری کوئی بات نہیں مانوں گی یا کسی کا احترام نہیں کروں گی تو ایسی صورت میں مرد کے لئے خلع قبول کر

لینا بہت اچھی بات ہوگی۔(ابن ابی شبہ ص 244)

حضرت عبداللہ بن مسعود رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ:

اگر شوہر ظالم نہ ہوتو ایسی صورت میں خلع جائز ہے اور اس کی وجہ سے شوہر گنہگار بھی نہیں ہوتا لیکن اگر شوہر ظلم کرتا ہے اور پھر خلع کا التزام کرے تو وہ اپنی بیوی سے اس کے معاوضہ میں جو مال لے گا وہ مال مکروہ ہوگا اس سلسلے میں صحابہ کرام کے درمیان کوئی اختلاف نہیں۔(المغنی ص 52 جلد ہفتم)

بدلِ خلع:

مرد کے لئے جائز نہیں ہے کہ وہ خلع کے معاوضے کے طور پر اس سے زیادہ لے جتنا کہ اس نے مہر میں عورت کو دیا تھا۔حضرت علی رضی اللہ عنہ نے بدلِ خلع کے متعلق فرمایا:

''مرد عورت سے اس سے زیادہ نہیں لے گا جتنا کہ اس نے مہر میں دیا تھا''۔

(کنز العمال 15274،عبدالرزاق ج 6 ص 503،المحلی ج 10 ص 240،امروض التفیر ج 4 ص 422،المغنی،ج 7 ص 53)

حضرت عثمان رضی اللہ عنہ:

خلع کے بدلے میں کوئی بھی بدل جس پر میاں بیوی کا اتفاق رائے ہوجائے دیا جاسکتا ہے خواہ اس کی مقدار زیادہ ہو یا کم اور قطع نظر اس بات کے وہ اس مہر کے برابر ہو جو شوہر نے اپنی بیوی کو دیا تھا یا اس سے زیادہ۔

خلع حاصل کرنے والی عورت کی عدت:

خلع حاصل کرنے والی عورت کی عدت مطلقہ عورت کی عدت کی طرح ہے۔

مصنف عبدالرزاق کی روایت ہے کہ ربیع بنت معوذ بن عفراء بیان کرتی ہیں کہ:

میرا شوہر کچھ اس قسم کا تھا کہ جب وہ گھر میں ہوتا تھا تو بھی مجھے اپنے روزمرہ اخراجات کیلئے بہت کم مال دیتا تھا اور جب وہ گھر نہیں ہوتا تھا تو پھر تو سرے سے کچھ بھی دے

کرنہیں جاتا تھااور پھرا یک مجھ سے یہ غلطی سرزد ہوئی کہ میں نے اس سے کہا کہ میں اپنا سب کچھ دے کر تجھ سے خلع حاصل کرنا چاہتی ہوں اس نے کہا ٹھیک ہے مجھے منظور ہے میں نے کہا، یوں ہمارے درمیان یہ معاملہ گویا طے پا گیا اس پر میرے چچا معاذ بن عفراء یہ معاملہ حضرت عثمان رضی اللہ عنہ کی خدمت میں لے گئے۔ انہوں نے اس خلع کی توثیق کردی اور میرے شوہر کو حکم دیا کہ اس کے بدلے میں میرا موباف اور دوسری چیزیں لے لے۔

(سنن بیہقی، کنزالعمال، عبدالرزاق، فقہ عثمان 194-195)

خلع حاصل کر کے عدت گزارنے والی عورت کا نان نفقہ:

خلع کی وجہ سے عدت گزارنے والی عورت کے لئے نہ نان ونفقہ ہے اور نہ سکونت اس لئے کہ طلاق کا معاوضہ شوہر کوادا کرنے کا مطلب یہ ہے کہ وہ اپنے نان ونفقہ کے حق سے دست بردار ہو رہی ہے۔ حضرت علی رضی اللہ عنہ کا قول ہے۔ خلع والی عورت کے لئے نہ نفقہ ہے اور نہ سکونت۔ (فقہ علی 311، مسند زید، ج4 ص424)

خلع یا طلاق ایک ناپسندیدہ عمل:

اگرچہ اسلام نے ناگزیر وجوہ کی بنا پر طلاق یا خلع کی اجازت تو دی ہے مگر اس عمل کو پسند نہیں فرمایا بلکہ حکم دیا کہ آخری حد تک رشتۂ ازدواج کو قائم رکھنے کی کوشش کرو یہاں تک کہ اگر تمہیں ایک دوسرے کی عادتیں ناپسند بھی ہیں تب بھی صبر کا دامن ہاتھ سے نہ چھوڑو کہ ''اِنَّ اللّٰهَ مَعَ الصَّابِرِيْن''(البقرہ:۱۵۳)

یعنی بے شک اللہ تعالیٰ صبر کرنے والوں کے ساتھ ہے۔ ہوسکتا ہے کہ تمہارا صبر آخرت میں اجر عظیم کا سبب بننے کے ساتھ ساتھ تمہاری دنیا بھی سنوار دے۔ اسی لیے اللہ تبارک وتعالیٰ جل شانہ سورہ نساء میں ارشاد فرماتا ہے:

''وَعَاشِرُوْهُنَّ بِالْمَعْرُوْفِ فَاِنْ كَرِهْتُمُوْهُنَّ فَعَسٰى اَنْ تَكْرَهُوْا شَيْئًا وَّ يَجْعَلَ اللّٰهُ فِيْهِ خَيْرًا كَثِيْرًا (۱۹:۴)

اور خواتین کے ساتھ بھلائی کا سلوک کرتے رہو پھر اگر وہ تمہیں پسند نہ بھی ہوں تو (ممکن ہے کہ) عنقریب اللہ تعالیٰ تمہاری اس ناپسندیدہ چیز میں بہت زیادہ بھلائی پیدا فرمادے۔

اسی طرح دوسری جگہ ارشاد فرمایا:

''فَاِنْ اَطَعْنَكُمْ فَلَا تَبْغُوْا عَلَيْهِنَّ سَبِيْلًا (۴:۳۴)''

پھر اگر خواتین تمہارا کہنا مانیں اور اطاعت کریں تو بلاوجہ ان پر زیادتی کرنے کے راستے تلاش نہ کرو۔''سبحان اللہ تعالیٰ وبحمدہ

ملاحظہ فرمائیں کہ اسلام نے عورت کے حقوق کا کس قدر پاس ولحاظ رکھا، خود رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے طلاق کو''ابغض المباحات'' قرار دیتے ہوئے ارشاد فرمایا:

''اَبْغَضُ الْحَلَالِ اِلَى اللّٰهِ الطَّلَاقُ''۔(سنن ابوداؤد کتاب الطلاق رقم الحدیث:۲۱۷۱)

یعنی حلال چیزوں میں اللہ تعالیٰ کے نزدیک ناپسندیدہ ترین چیز طلاق ہے۔

دوسری حدیث کے الفاظ کچھ یوں ہیں:

مَا اَحَلَّ اللّٰهُ شَيْئًا اَبْغَضُ اِلَيْهِ مِنَ الطَّلَاقِ ۔(ابی داؤد کتاب الطلاق:۲۱۷۰)

یعنی اللہ تعالیٰ کی حلال فرمودہ اشیاء میں اس کے نزدیک سب سے ناپسندیدہ چیز طلاق ہے۔ مذکورہ بالا آیات کریمہ واحادیث مبارکہ سے معلوم ہوا کہ عندالضرورت اگرچہ طلاق دینا جائز ہے مگر پسندیدہ عمل نہیں ہے اسی طرح بلاوجہ''خلع'' یا عورت کی طرف سے طلاق کا مطالبہ کرنا بھی حد درجہ غیر پسندیدہ مطالبہ ہے ترمذی شریف میں ہے:

''وَاَيُّمَا امْرَأَةٍ سَاَلَتْ زَوْجَهَا طَلَاقًا مِّنْ غَيْرِ بَاْسٍ فَحَرَامٌ عَلَيْهَا رَائِحَةُ الْجَنَّةِ''

(جامع ترمذی، کتاب الطلاق رقم الحدیث:۱۱۸۷)

یعنی جو عورت بلاوجہ اپنے شوہر سے طلاق کا مطالبہ کرے (اس کا جنت میں جانا تو ایک طرف بلکہ) اس پر تو جنت کی خوشبو بھی حرام ہے (معاذ اللہ) ایک اور روایت میں ہے۔

" اَیُّمَا امْرَاَۃ اِخْتَلَعَتْ مِنْ زَوْجِھَا بِغَیْرِ النُّشُوْزِ فَعَلَیْھَا لَعْنَۃُ اللّٰہِ وَالْمَلَائِکَۃِ وَالنَّاسِ اَجْمَعِیْن " (مرقاۃ المفاتیح کتاب النکاح باب الخلع والطلاق)

''جو عورت واضح ظلم کے بغیر اپنے شوہر سے خلع لے۔ اس پر اللہ تعالیٰ اور اس کے فرشتوں اور سارے انسانوں کی لعنت ہے۔'' (العیاذ باللہ تعالیٰ)

قارئین کرام! احادیث مبارکہ کے عظیم ذخیرے سے یہ چند ایک روایات نقل کی گئی ہیں تاکہ آپ کو احساس ہو کہ بلا عذر شرعی طلاق دینا یا اسکا مطالبہ کرنا اللہ تعالیٰ کے حضور کس قدر ناپسندیدہ ہے بلکہ حق تو یہ ہے کہ یہ عمل عموماً ابلیس لعین کے ورغلانے سے ہوتا ہے اور اس کی خوشنودی کا باعث ہے جیسا کہ حضرت جابر بن عبداللہ رضی اللہ تعالیٰ عنہما سے مروی ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے فرمایا: ابلیس لعین پانی پر اپنا تخت بچھاتا ہے پھر (مختلف اطراف عالم میں) اپنے لشکر روانہ کرتا ہے۔ ان لشکروں میں ابلیس کے سب سے زیادہ قریب اور محبوب وہ لشکر ہوتا ہے جو زیادہ فتنہ پھیلاتا ہے پھر وہ لشکر واپس آتے ہیں ایک آکر کہتا ہے میں نے فلاں فلاں فتنہ پھیلایا، ابلیس کہتا ہے کہ تو نے کچھ کمال نہ کیا پھر ایک اور شیطان آکر کہتا ہے کہ میں نے ایک میاں بیوی کے درمیان اس قدر لڑائی کروائی اور ان کو نہ چھوڑا یہاں تک کہ ان کے درمیان طلاق ہوگئی۔ یہ سن کر ابلیس (بڑا شیطان) بہت خوش ہوتا ہے اسے اپنے قریب کرتا ہے اور کہتا ہے'' نِعْمَ اَنْتَ فَیَلْتَزِمُہٗ '' تو کتنا اچھا ہے اور پھر اسے اپنے ساتھ چمٹا لیتا ہے۔

(صحیح مسلم، باب تحریش الشیاطین وبعثہ سرایاہ: 5032۔ الترغیب والترھیب: 2017، مشکوٰۃ المصابیح باب الوسوسہ)

میاں بیوی میں جدائی ڈلوانے کا انجام:

مذکورہ بالا حدیث پاک سے جہاں یہ معلوم ہوا کہ بلا عذرِ شرعی طلاق شیطان لعین کی خوشنودی کا باعث ہے وہیں یہ بھی پتہ چلا کہ جو لوگ میاں بیوی کے درمیان غلط فہمیاں پیدا کرکے جھگڑا کروادیتے ہیں یا جدائی اور طلاق کی رغبت دلاتے ہیں وہ فی الحقیقت

ابلیس لعین کے چیلے اور نمائندے ہیں جو اپنے لیڈر شیطان کو خوش کرنے کا سبب بنتے ہیں۔ ایک اچھے مسلمان کا فرض بنتا ہے کہ امکانی حد تک میاں بیوی کے درمیان غلط فہمیوں کو دور کر کے ان کا گھر بسانے کی کوشش کرے تا کہ اللہ تبارک وتعالیٰ اس سے راضی ہو جائے اور وہ نبی کریم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کا سچا اُمتی بن سکے۔

حضرت بریدہ اسلمی رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے مروی ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا:

''مَنْ خَبَّبَ عَلَى امْرِئٍ زَوْجَتَهُ اَوْ مَمْلُوكَهُ فَلَيْسَ مِنَّا ''

یعنی جو کوئی کسی شخص کی بیوی کو اس کے خلاف بھڑکائے یا کسی کے غلام کو اس کے آقا کے خلاف بھڑکائے وہ ہم میں سے نہیں۔ (یعنی وہ رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کا اُمتی یا مسلمان نہیں ہے) الترغیب والترہیب: 2014، ابوداؤد باب فی من خبب امرأۃ: 1860، صحیح ابن حبان باب الصحبۃ والمجالسۃ: 569، 565

اسی طرح میاں بیوی میں جدائی ڈلوانا اللہ تعالیٰ نے کافروں اور شیطانوں کا مشغلہ ارشاد فرمایا جیسا کہ سورۃ البقرہ میں ہے۔

''وَمَا كَفَرَ سُلَيْمَانُ وَلٰكِنَّ الشَّيَاطِيْنَ كَفَرُوْا يُعَلِّمُوْنَ النَّاسَ السِّحْرَ وَمَا اُنْزِلَ عَلَى الْمَلَكَيْنِ بِبَابِلَ هَارُوْتَ وَمَارُوْتَ وَمَا يُعَلِّمٰنِ مِنْ اَحَدٍ حَتّٰى يَقُوْلَا اِنَّمَا نَحْنُ فِتْنَةٌ فَلَا تَكْفُرْ فَيَتَعَلَّمُوْنَ مِنْهُمَا مَا يُفَرِّقُوْنَ بِهٖ بَيْنَ الْمَرْءِ وَزَوْجِهٖ''. (البقرۃ:102)

''اور سلیمان علیہ السلام نے کفر نہیں کیا بلکہ شیطانوں نے کفر کیا کہ وہ لوگوں کو جادو سکھاتے تھے اور وہ جادو جو ملکین ہاروت و ماروت پر بابل میں نازل کیا گیا تھا وہ کسی کو کچھ نہ سکھاتے تھے جب تک کہ اسے سمجھا نہ دیتے تھے کہ ہم ایک آزمائش کیلئے ہیں خبردار تم کفر نہ کرو تو وہ لوگ (کافر ہو کر) ان سے وہ (جادو) سیکھتے تھے جس سے میاں بیوی کے درمیان (لڑائی اور) تفریق کروادیں''۔ (البقرہ:(2)102)

میاں بیوی کے درمیان غلط فہمیاں پیدا کر کے لڑائی کروانے والے لوگ اپنا انجام خود دیکھ لیں کہ ان کا یہ عملِ بد ان کو کہاں لے جائے گا۔(فَاعْتَبِرُوْ ا یَا اُولِی الْاَبْصَارِ......)

طلاق دینے کی اجازت:

جیسا کہ قبل ازیں درج کیا جا چکا ہے اسلام دینِ فطرت ہے ضروری نہیں کہ جو بھی کوئی رشتۂ ازدواج سے منسلک ہو چکا ہے کبھی اس میں اختلاف پیدا نہیں ہوسکتا یا جدائی کی صورت نہیں، ایسا نہیں ہے بلکہ ہر بات ممکن ہوتی ہے۔ طلاق و خلع نہایت غیر پسندیدہ ہونے کے باوجود بلکہ بعض اوقات یہ عمل نہ صرف جائز ہے بلکہ کبھی واجب بھی ہو جاتا ہے مثلاً معاذ اللہ تعالیٰ عورت بدکار ہو اور منع نہ ہوتی ہو، خاوند یا اس کے والدین کی جان و مال یا عزت و آبرو کو نقصان پہنچانے والی ہو یا بے نماز ہو یا ایسا عیب ہو جو خاندان کے لئے باعث عار ہو اور والدین ایسی عورت کو طلاق دینے کا حکم دیں تو اولاد کو طلاق دے دینی چاہیے۔ جیسا کہ جامع ترمذی میں حضرت عبداللہ بن عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہما سے مروی ہے۔

'' کَانَتْ تَحْتِیْ اِمْرَأَۃٌ اُحِبُّھَا وَکَانَ اَبِیْ یَکْرَھُھَا فَاَمَرَنِیْ اَبِیْ اَنْ اُطَلِّقَھَا فَاَبِیْتُ فَذَکَرْتُ ذَالِکَ لِلنَّبِیِّ صَلَّی اللّٰہُ تَعَالیٰ عَلَیْہِ وَسَلَّم فَقَالَ یَا عَبْدَ اللّٰہِ ابْنَ عُمَرَ طَلِّقِ اِمْرَأَتَکَ''

حضرت عبداللہ بن عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہما فرماتے ہیں میری ایک بیوی تھی اور میں اس سے بہت محبت کرتا تھا اور میرے والد محترم حضرت عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہ (اس کے کسی عیب کی وجہ سے)اس سے نفرت فرماتے تھے انہوں نے مجھے حکم دیا کہ اسے طلاق دیدو۔ میں نے اس بات سے انکار کیا اور نبی کریم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کی خدمت فیض درجت میں حاضر ہو کر سارا واقعہ عرض کر دیا تو آپ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے فرمایا: ''اے عبداللہ بن عمر! اپنی بیوی کو طلاق دے دو۔ (جامع ترمذی، کتاب الطلاق رقم الحدیث: 1189)

اسی طرح اگر خاوند میں کوئی شرعی عیب ہومثلاً وہ بدکردار ہے یا بیوی کو گناہ پر مجبور کرتا ہے یا ایسا جسمانی عیب ہے کہ عورت کے حقوق پورے نہیں کرسکتا یا خود عورت خیال کرتی ہے کہ میں اس کے حقوق پورے نہیں کرسکتی۔اس قسم کے حالات میں عورت خلع یا طلاق کا مطالبہ کرسکتی ہےاوراس پر کسی قسم کا گناہ نہیں ہے۔جیسا کہ حضرت ابن عباس رضی اللہ تعالیٰ عنہما سے مروی ہے کہ نبی کریم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کی خدمت اقدس میں حضرت ثابت بن قیس رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی زوجہ حاضر ہوئی اور عرض کیا کہ یا رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم میں ثابت بن قیس سے ناراض نہیں ہوں اور نہ ہی ان کے اخلاق یا دین میں کوئی عیب ہے لیکن میں اسلام میں کفر کو پسند نہیں کرتی (یعنی میرے دل میں ان کیلئے احترام ومحبت کا وہ جذبہ پیدا نہیں ہوگا جو بیوی کے دل میں خاوند کے لئے ہونا چاہیےاور یہ ایک قسم کا کفران نعمت ہےاس لیے میں ان سے علیحدگی چاہتی ہوں تا کہ عنداللہ گناہ گار نہ ہو جاؤں) رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے فرمایا: کیا تو اس کا وہ باغ واپس کردے گی (جو اس نے تجھے حق مہر میں دیا تھا) اس نے عرض کیا جی ہاں! واپس کردوں گی۔آپ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے حضرت ثابت بن قیس سے فرمایا: تم اپنا باغ واپس لے لو اور اسے طلاق دے دو۔

(صحیح بخاری رقم الحدیث:5273,5276,5275)

طلاق کی اقسام:

(i)۔ ایقاع یا الفاظ وعدد کے اعتبار سے

(۱)۔رجعی، (۲)بائن، (۳) مغلظہ

(ii)۔ صفت کے اعتبار سے

(۱)۔احسن، (۲)حسن، (۳)بدعی

تفصیل درج ذیل ہے۔

ایقاع الفاظ وعدد کے اعتبار سے:

اس اعتبار سے طلاق کی تین اقسام ہیں۔(1)رجعی(2)بائن(3) مغلظہ

(1)طلاق رجعی:

یہ طلاق کا پہلا درجہ ہے، یہ ایسی طلاق ہے جس کے بعد آدمی بیوی کی طرف رجوع کر سکتا ہے۔یعنی اگر کوئی شخص اپنی بیوی کو ایک طلاق رجعی دے یا دو طلاق رجعی دے تو عدت کے اندر خاوند کو رجوع کرنے کا حق حاصل ہوتا ہے۔خاوند چاہے تو اعلان سے رجوع کر لے یعنی کہے کہ ''میں نے طلاق سے رجوع کر لیا'' یا یہ کہہ دے کہ میں نے طلاق واپس لے لی وغیرہ وغیرہ۔

اسی طرح چاہے تو عمل سے رجوع کر لے مثلاً جماع یا شہوت کے ساتھ مباشرت، بوس وکنار وغیرہ یا کوئی ایسا فعل کرنا کہ جس سے صلح کی طرف اشارہ ہو۔اس سے رجوع ہو جاتا ہے اور عورت بدستور اس کی بیوی بن جاتی ہے اس میں کسی تجدید نکاح کی ضرورت نہیں۔لیکن یاد رکھیئے کہ اب اُس کے پاس صرف دو طلاق کا حق باقی رہ گیا ہے۔

(2)طلاق بائن:

یہ ایسی طلاق ہے جس میں رجوع نہیں کیا جا سکتا۔اگر طلاق رجعی کی عدت گزر گئی تو خود بخود طلاق بائن ہو گئی یا کسی نے ایک طلاق رجعی دی تھی پھر دوسری بائن دے دی یا پہلی طلاق بائن دی ان سب صورتوں میں عدت کے اندر بھی اور عدت گزرنے کے بعد بھی دوبارہ نکاح ہو سکتا ہے۔تجدید نکاح کے لیے حلالہ وغیرہ یا لوگوں کو اکٹھا کرنے یا کوئی باقاعدہ تقریب منعقد کرنے کی ضرورت نہیں صرف دو عاقل و بالغ مسلمان مردوں یا ایک مرد اور دو عورتوں کی موجودگی میں خواہ وہ گھر کے افراد ہی کیوں نہ ہوں خاوند یہ کہہ دے کہ ''میں نے تجھے اپنے نکاح میں لیا، عورت کہہ دے ''میں نے قبول کیا'' یا عورت کہہ دے ''میں نے اپنے آپ کو تیرے نکاح میں دیا''، خاوند کہے ''میں نے قبول کیا'' بس اسی سے

تجدید نکاح کا عمل ہوگیا۔لیکن یہ خیال رہے اگر طلاق رجعی کی عدت (ا) گزر گئی تو وہ بھی طلاق بائن ہوگئی تو اب قبول کرنے یا نہ کرنے کا اختیار عورت کو ہے مرد اپنی مرضی نہیں کرسکتا ،عورت چاہے تو حسب سابق اس کے نکاح میں آنے کو قبول کرلے چاہے تو انکار کردے ۔اس کے احکامات بالکل نئے نکاح کی مثل ہیں ۔عورت کوئی بھی شرط عائد کرسکتی ہے اور جس قدر چاہے حق مہر کا مطالبہ کرسکتی ہے یا اس سابقہ خاوند کی بجائے کسی اور سے شادی کرسکتی ہے یعنی عورت اپنی مرضی میں آزاد ہوگی۔

(3) طلاق مُغلَّظَہ :

یہ طلاق کا تیسرا درجہ ہے اس میں قطعی طلاق واقع ہوجاتی ہے۔ بعض اس کو بھی بائن طلاق ہی کہہ دیتے ہیں اور یہ تین طلاق ہیں خواہ وہ سنت کے مطابق الگ الگ ہر ماہ طُہر (یعنی ایام پاکیزگی) کی حالت میں تین طلاق دیدے یا خلاف سنت بدعی (بدعت کے طور پر) یکبارگی دیدے ان دونوں صورتوں میں عورت اس پر حرام ہوگئی ۔عدت گزارنے کے بعد یہ عورت سابقہ خاوند کے سوا جس سے چاہے نکاح کرسکتی ہے سابقہ خاوند سے نہیں کہ یہ اس کیلئے حلال نہ رہی ہاں ! البتہ اگر وہ دوسرا شخص کہ جس سے اس نے نکاح کیا، حقوق زوجیت ادا کرنے کے بعد اس عورت کو طلاق دیدے یا فوت ہوجائے تو عدت گزارنے کے بعد یہ پہلے خاوند سے نکاح کرسکتی ہے ۔اسے عرف عام میں حلالہ کا نام دیا جاتا ہے۔ یہ لفظ قرآن کریم کی اس آیۂ مبارکہ سے ماخوذہ ہے۔

اللہ تعالیٰ کا ارشادگرامی قدر ہے۔

" فَاِنْ طَلَّقَهَا فَلَا تَحِلُّ لَهٗ مِنۢ بَعْدُ حَتّٰى تَنْكِحَ زَوْجًا غَيْرَهٗ فَاِنْ طَلَّقَهَا فَلَا جُنَاحَ عَلَيْهِمَآ اَنْ يَّتَرَاجَعَآ اِنْ ظَنَّآ اَنْ يُّقِيْمَا حُدُوْدَ اللّٰهِ وَتِلْكَ حُدُوْدُ اللّٰهِ يُبَيِّنُهَا لِقَوْمٍ يَّعْلَمُوْنَ" (البقرة:230)

ا : وہ مدت شرعی جس میں عورت دوسرا نکاح نہ کرسکے۔

ترجمہ: ''پھر اگر تیسری طلاق اسے دی تو اب وہ عورت اسے حلال نہ ہوگی جب تک دوسرے خاوند کے پاس نہ رہے پھر وہ دوسرا اگر اسے طلاق دے دے تو ان دونوں پر گناہ نہیں کہ پھر آپس میں مل جائیں اگر سمجھتے ہوں کہ اللہ کی حدیں نبائیں گے اور یہ اللہ کی حدیں ہیں جنہیں بیان کرتا ہے دانش مندوں کے لئے۔''

فائدہ:۔اس آیہ مبارکہ کے الفاظ **حَتّٰی تَنۡکِحَ زَوۡجًا غَیۡرَہٗ** سے معلوم ہوا کہ نکاح کے بعد حقوق زوجیت ادا کرنا (جماع کرنا) بھی ضروری ہے جیسا کہ احادیث مبارکہ میں اس کی تصریح فرمادی گئی ہے۔

صحیح بخاری و مسلم میں ہے کہ بارگاہ رسالت مآب صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم میں حضرت رفاعہ قرظی کی سابقہ بیوی حاضر ہوئی اور عرض کیا:

" اِنِّیۡ کُنۡتُ عِنۡدَ رَفَاعَةَ فَطَلَّقَنِیۡ فَبَتَّ طَلَاقِیۡ فَتَزَوَّجۡتُ بَعۡدَہٗ عَبۡدَالرَّحۡمٰنِ بۡنَ الزُّبَیۡرِ وَمَا مَعَہٗ اِلَّا ھُدۡبَةَ الثَّوۡبِ فَقَالَ اَتُرِیۡدِ یۡنَ اَنۡ تَرۡجِعِیۡ اِلٰی رِفَاعَةَ فَقَالَتۡ نَعَمۡ قَالَ لَا حَتّٰی تَذُوۡقِیۡ عُسَیۡلَتَہٗ وَیَذُوۡقَ عُسَیۡلَتَکِ "

اس حدیث پاک کا مفہوم یہ ہے کہ ''انہوں نے عرض کیا: یارسول اللہ (صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم)! میں رفاعہ کی زوجیت میں تھی تو انہوں نے مجھے طلاق دے دی میں نے اس طلاق کی عدت کے بعد عبدالرحمٰن بن زبیر سے نکاح کرلیا جبکہ وہ نامرد ہیں حقوق زوجیت ادا کرنے کے قابل نہیں، رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا: کیا تو دوبارہ رفاعہ سے شادی کرنے کی خواہاں ہے؟ اس نے عرض کی جی ہاں! تو آپ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا: ہرگز نہیں! جب تک عبدالرحمٰن تجھ سے حقوق زوجیت ادا کرنے کے بعد طلاق نہ دے تو رفاعہ سے شادی نہیں کرسکتی۔

(صحیح بخاری کتاب الطلاق باب من اجاز طلاق ثلاث، رقم الحدیث: 4856۔صحیح مسلم کتاب الطلاق باب لاتحل المطلقة ثلاثا، رقم الحدیث: 2588

صفت کے اعتبار سے

صفت کے اعتبار سے طلاق کی تین اقسام ہیں (۱) احسن یعنی بہت اچھا طریقہ (۲) حسن یعنی اچھا طریقہ (۳) بدعی یعنی بدعت اور خلاف سنت طریقہ۔

تشریح:۔ ذیل میں ان کی تشریح درج کی جارہی ہے۔

(۱) اَحْسَــــن: اس کی صورت یہ ہے کہ جب عورت ایام مخصوصہ (حیض) سے پاک ہوتو اس سے جماع کیے بغیر حالت طہر میں اسے صرف ایک طلاق دے اور پھر اسی حال میں تین حیض گزر جائیں اس طرح محض ایک طلاق کے بعد ہی عدت گزرنے پر عورت آزاد ہو جائے گی یعنی خاوند کے نکاح سے مکمل طور پر نکل جائے گی اور کسی دوسرے مرد کے ساتھ شادی کر سکے گی۔

حضرت امام ابن ابی شیبہ رحمۃ اللہ علیہ ''مصنف'' میں نقل فرماتے ہیں کہ حضرت عبداللہ بن مسعود رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے فرمایا: جو شخص طلاق دینے کا ارادہ کرے تو اسے چاہیے کہ صرف ایک طلاق دے پھر چھوڑ دے، یہاں تک کہ عورت تین حیض گزارے۔

اسی قسم کی ایک روایت حضرت سیدنا علی المرتضیٰ کرم اللہ تعالیٰ وجہہ الکریم سے بھی مروی ہے کہ آپ نے فرمایا:

''اگر لوگ طلاق کی حد کو پہنچ ہی جائیں تو چاہیے کہ مرد اپنی زوجہ کو صرف ایک ہی طلاق دے اور پھر تین حیض تک اسے چھوڑے رکھے تو اسے اپنی اس طلاق پر ندامت نہیں ہوگی۔

☆......حضرت ابراہیم نخعی (تابعی) رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ سے مروی ہے کہ صحابہ کرام رضوان اللہ تعالیٰ علیہم اجمعین (عندالضرورت طلاق دینے میں) اس عمل کو مستحب خیال فرماتے تھے کہ بیوی کو ایک طلاق دی جائے پھر چھوڑ دیا جائے یہاں تک کہ عدت گزر جائے۔(ان تینوں روایات کے لیے ملاحظہ ہو مصنف ابن ابی شیبہ کتاب الطلاق:1,4,5)

علامہ ابن حجر عسقلانی رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ نے بھی یہی نقل فرمایا ہے کہ صحابہ کرام

علیہم الرضوان ایک طلاق دے کر عدت گزرنے تک چھوڑنے کو مستحب قرار دیتے تھے۔

(الدرایہ فی تخریج احادیث الھدایہ، کتاب الطلاق باب طلاق السنۃ، ج:11،ص354)

طلاقِ اَحْسَنْ کے فوائد:

عام طور پر مرد جذبات میں آ کر غصہ یا کسی کے مجبور کرنے پر طلاق دے دیتا ہے مثلاً کسی دن اس کی بیوی یا سسرال والوں کا رویہ ہتک آمیز ہوتا ہے یا مرد کے والدین، بہن بھائیوں کی طرف سے کوئی ایسا طعنہ دیا جاتا ہے کہ مرد اپنے غصہ یا جذبات پر قابو نہیں رکھ پاتا اور وہ طلاق دے بیٹھتا ہے پھر جب غصہ یا جذبات ٹھنڈے پڑتے ہیں تب اسے ندامت ہوتی ہے اور اسے غصہ دلانے والوں کو بھی بہت افسوس ہوتا ہے۔

طلاق احسن کا یہ فائدہ ہے عدت ختم ہونے تک مرد کو بھی بہت کچھ سوچنے کا موقع مل جاتا ہے اور بیوی یا دیگر احباب کی عقل بھی ٹھکانے آ جاتی ہے اور انہیں اپنے طرز عمل کو تبدیل کرنے کا موقع مل جاتا ہے۔ عدت کے اندر مرد کو حق حاصل ہوتا ہے کہ وہ چاہے تو رجوع کر لے عورت کو انکار کرنے کا کوئی اختیار نہیں، لیکن اگر عدت کے اندر حالات سازگار نہ بھی ہوں تو عدت گزرنے پر عورت آزاد ہو جائے گی یعنی اگر چاہے تو کسی اور سے شادی کر لے اور اگر چاہے تو اپنے سابقہ خاوند سے شادی کر لے، چونکہ یہ طلاق مغلظہ نہیں اس لیے اس میں کسی حلالہ وغیرہ کی ضرورت نہیں۔ اللہ تبارک وتعالیٰ جلّ شانہٗ قرآن کریم میں فرماتا ہے:

اَلطَّلَاقُ مَرَّتٰنِ فَاِمۡسَاكٌۢ بِمَعۡرُوۡفٍ اَوۡ تَسۡرِيۡحٌۢ بِاِحۡسَانٍ ۔(البقرۃ:229)

''یہ طلاق دو بار تک ہے پھر (یا تو رجوع کر کے) بھلائی کے ساتھ روک لینا ہے یا پھر اچھا سلوک کرتے ہوئے (تیسری طلاق دیتے ہوئے) چھوڑ دینا ہے'' یعنی دو طلاق تک اختیار ہوتا ہے کہ اگر رجعی ہو تو رجوع کر سکتا ہے اور اگر عدت گزر جائے تو بغیر حلالہ کے دوبارہ نکاح ہو سکتا ہے۔

(۲)......طلاقِ حَسَنْ اور اس کا فائدہ:

اسے طلاق سنت بھی کہتے ہیں اس کا طریقہ کار یہ ہے کہ عورت ایام مخصوصہ سے پاک ہوتو اس سے مقاربت کیے بغیر ایک طلاق دیدے۔ پھر اگر رجوع کرلیا تو یہ بدستور میاں بیوی ہیں کوئی مضائقہ نہیں۔ لیکن اگر رجوع نہ کیا یہاں تک کہ پھر سے ایام حیض آگئے اور عورت ان سے پاک ہوگئی تو دوسری طلاق دے دے لیکن صلح کی گنجائش ابھی باقی ہے پھر انتظار کرے یہاں تک کہ عورت دوسرے ماہ کے حیض سے فارغ ہوجائے۔ اب بھی صلح یا تجدید کی گنجائش ہے لیکن اگر صلح کی صورت نہ نکلے تو اس طہر میں عورت کو تیسری اور آخری طلاق دیدے۔ اب اس عورت سے نکاح سابقہ خاوند کے لیے بغیر حلالہ کے جائز نہ رہا کہ اللہ تبارک وتعالیٰ جل ّشانہٗ ارشاد فرماتا ہے:

’’ فَاِنْ طَلَّقَهَا فَلَا تَحِلُّ لَهٗ مِنْۢ بَعْدُ حَتّٰى تَنْكِحَ زَوْجًا غَيْرَهٗ ‘‘(البقرۃ: 230)

’’پھر اگر تیسری طلاق بھی دے دی تو اب وہ عورت اسے حلال نہ ہوگی جب تک دوسرے زوج سے نکاح نہ کرے‘‘۔

طلاق حسن میں یہ فائدہ ہے کہ آخری حد تک پہنچنے میں کافی دنوں کا فاصلہ ہوتا ہے اتنے عرصے میں بہت کچھ سوچنے اور کرنے کا موقع مل جاتا ہے اور بعد میں ندامت کے آنسو نہیں بہانے پڑتے۔ حقیقت میں تین طلاقوں کا مقصد بھی یہی ہے کہ خوب سوچ بچار کر کے ہر ماہ بغیر قربت کیے ایک ایک کر کے طلاق دی جائے۔ یہی مسنون طریقہ ہے۔ چنانچہ امام ابوبکر احمد بن حسین المعروف امام بیہقی حضرت عبداللہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت نقل فرماتے ہیں:

’’ طَلَاقُ السُّنَّةِ اَنْ يُّطَلِّقَهَا فِيْ كُلِّ طُهْرٍ تَطْلِيْقَةً ‘‘

(بیہقی سنن الکبری کتاب الخلع والطلاق رقم الحدیث:14974)

یعنی طلاق میں سنت طریقہ یہ ہے کہ مرد اپنی عورت کو ہر طہر (پاکیزگی کے ایام) میں ایک ایک طلاق دے۔

اسی طرح علامہ ابن حجر عسقلانی علیہ الرحمہ نے عبداللہ بن عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہما سے نقل فرمایا ملاحظہ ہو: (الدرایہ فی تخریج احادیث الہدایہ کتاب الطلاق باب طلاق السنۃ)

☆......امام بخاری علیہ الرحمہ حضرت عبداللہ بن عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہما سے نقل فرماتے ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے ان کو حکم دیا ''اِنْ شَـآءَ طَـلَّـقَ قَبْلَ اَنْ یَّمَسَّ'' اگر طلاق دینا چاہتے ہو تو مقاربت سے قبل طلاق دو۔ (صحیح بخاری کتاب الطلاق: 5251)

☆......صحیح مسلم میں ہے کہ حضور اکرم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم نے حضرت عبداللہ بن عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہما سے فرمایا: جب تمہاری بیوی حیض سے پاک ہو جائے تو اسے طلاق دے سکتے ہو بشرطیکہ اس پاکیزگی کی مدت میں اس سے مقاربت نہ کی ہو۔

(صحیح مسلم کتاب الطلاق رقم الحدیث: 1471)

☆......حضرت سیدنا عبداللہ بن مسعود رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے مروی ہے کہ

''مَنْ اَ رَادَ اَنْ یُّطَلِّقَ السُّنَّۃَ کَمَا اَ مَرَ اللّٰہ فَلْیُطَلِّقْھَا طَاھِرًا مِّنْ غَیْرِ جِمَاع''

جو چاہتا ہو کہ وہ سنت کے مطابق طلاق دے جس طرح اللہ تعالیٰ نے حکم دیا ہے تو اسے چاہیے کہ پاکیزگی کے ایام میں جماع کیے بغیر طلاق دے۔

(مصنف عبدالرزاق جلد: 6 کتاب الطلاق صفحہ: 237 رقم الحدیث: 10972)

3......طلاقِ بدعی:

یعنی ایسی طلاق جو خلافِ سنت اور بدعت ہے اس کی چند صورتیں یہ ہیں۔

(ا)......غیر طُہر میں طلاق دینا:

عورت کو ایام حیض یا ایام نفاس (بچے کی ولادت کے ایام ناپاکی) میں طلاق دینا یہ ممنوع اور گناہ ہے لیکن طلاق ہو جاتی ہے جیسا کہ اس حدیث مبارکہ سے عیاں ہے۔

☆ عن عبد اللّٰہ بن عمر رضی اللّٰہ تعالٰی عنھما اَنَّہٗ طَلَّقَ اِمْرَأَۃً لَّہٗ وَھِیَ حَائِض فَـذَکَـرَ عُـمَـرُ لِـرَسُـوْلِ اللّٰہِ صَلَّی اللّٰہُ تَعَالٰی عَـلَـیْـہِ وَسَـلَّم فَتَغَیَّظَ فِیْـہِ رَسُوْلُ اللّٰہِ

صَلَّى اللّٰہُ تَعَالیٰ عَلَیْہِ وَسَلَّم ثُمَّ قَالَ لِیُرَاجِعْهَا ثُمَّ یُمْسِکْهَا حَتّٰی تَطْهُرَ ثُمَّ تَحِیْضَ فَتَطْهُرَ فَاِنْ بَدَا لَہٗ اَنْ یُّطَلِّقَهَا فَلْیُطَلِّقْهَا طَاهِرًا قَبْلَ اَنْ یَّمَسَّهَا فَتِلْکَ الْعِدَّةُ الَّتِیْ اَمَرَ اللّٰہُ اَنْ تُطَلَّقَ لَهَا النِّسَاءُ وفی روایة مُرْهُ فَلْیُرَاجِعْهَا ثُمَّ لِیُطَلِّقْهَا طَاهِرًا اَوْ حَامِلًا .

(مشکوٰۃ باب الخلع والطلاق رقم الحدیث: 3275، بخاری شریف: 4908، مسلم: 1471)

''حضرت عبداللہ بن عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہما سے مروی ہے کہ انہوں نے اپنی بیوی کو حالت حیض میں طلاق دی حضرت عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کی خدمت اقدس میں حاضر ہو کر اس بات کا تذکرہ کر دیا۔ آپ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم (میرے) اس فعل پر ناراض ہوئے اور فرمایا اسے چاہیے کہ اس عورت سے رجوع کر لے پھر اس عورت کو اپنے پاس رکھے یہاں تک کہ وہ حیض سے پاک ہو جائے پھر حائضہ ہو اور پھر پاک ہو، اب اگر طلاق دینا چاہے تو طہر یعنی پاکیزگی کی حالت میں طلاق دے۔ اس سے پہلے کہ اس سے صحبت کرے یہ وہ عدت ہے کہ جس کا حکم اللہ تعالیٰ نے فرمایا ہے کہ اس عدت میں طلاق دی جائے، دوسری روایت میں ہے کہ حضرت عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہ کو فرمایا کہ عبداللہ کو حکم دو کہ وہ اس سے رجوع کرے پھر حالت طہر (پاکیزگی) یا حالتِ حمل میں طلاق دے''۔

فائدہ: اس حدیث مبارکہ سے معلوم ہوا کہ حالتِ حیض ونفاس میں یا جس طہر میں جماع کیا ہو اس طہر میں طلاق دینا گناہ ہے۔ اسی لیے رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم ناراض ہوئے تھے۔ لیکن گناہ اور خلافِ سنت ہونے کے باوجود یہ طلاق نافذ ہو جائے گی۔ جیسا کہ ذیل کی ان روایات سے ظاہر ہے۔

☆......صحیح مسلم میں حضرت عبید اللہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے مروی ہے کہ میں نے نافع (حضرت عبداللہ بن عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے غلام اور شاگرد) سے پوچھا (کہ حضرت عبداللہ بن عمر کی طرف سے) جو طلاق دی گئی تھی اس کا کیا ہوا؟ تو انہوں نے فرمایا کہ اس کو شمار کیا گیا۔ (صحیح مسلم، کتاب الطلاق باب تحریم طلاق الحائض رقم الحدیث: 1471)

☆......مسند امام احمد بن حنبل جلد نمبر:2 میں ہے کہ یہی سوال خود عبداللہ بن عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہما سے کیا گیا۔ ان کے حوالے سے علامہ ابن کثیر نے نقل کیا کہ انس بن سیرین نے بھی یہی سوال حضرت عبداللہ بن عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہما سے کیا تو آپ نے فرمایا:

"وَمَالِي لَا اَعْتَدُّ بِهَا" یعنی مجھے کیا ہوا کہ میں اس (حیض میں دی گئی طلاق) کو شمار نہ کرتا۔"

(جامع المسانید والسنن جلد نمبر:28 رقم الحدیث:29)

☆......صاحب مواہب الجلیل الشیخ احمد بن مختار الشنقیطی نقل فرماتے ہیں کہ دارقطنی نے بروایت شعبہ نقل کیا کہ حضرت عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم سے عرض کیا کہ یارسول اللہ! (صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم) عبداللہ کی وہ (حالت حیض میں دی گئی) طلاق شمار کی جائے گی آپ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے فرمایا: ہاں۔ مزید لکھتے ہیں کہ اس روایت کے شعبہ تک سارے راوی ثقات (یعنی مضبوط ومعتبر) ہیں۔

(مواہب الجلیل جلد نمبر:3 صفحہ:142,143)

(۲) بیک وقت تین طلاق دے دینا:

طلاقِ بدعی (بدعت) کی یہ بدترین صورت ہے مگر طلاق یہ بھی نافذ ہوجاتی ہے اس کی ایک صورت یہ ہے کہ زبان سے کہے میں نے اپنی بیوی کو طلاق ثلاثہ دی اور دوسری صورت یہ ہے کہ کہے میں نے اپنی بیوی کو طلاق دی طلاق دی طلاق دی یعنی ایک ہی مجلس میں تین مرتبہ طلاق دی۔ ان دونوں صورتوں میں طلاق مغلظہ مانی جائے گی اور بیوی نکاح سے نکل جائے گی۔ لیکن اس طرح طلاق دینا بدعت اور گناہ ہے۔

☆ **عَنْ مَحْمُوْد بِنْ لَبِيْد قَالَ اُخْبِرَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ تَعَالىٰ عَلَيْه وَسَلَّم عَنْ رَجُل طَلَّقَ اِمْرَأَتَهُ ثَلٰثَ تَطْلِيْقَاتٍ جَمِيْعًا فَقَامَ غَضْبَانَ ثُمَّ قَالَ اَيُلْعَبُ بِكِتٰبِ اللّٰهِ عَزَّوَجَلَّ وَ اَنَا بَيْنَ اَظْهُرِ كُمْ حَتّٰى قَامَ رَجُل فَقَالَ يَا رَسُوْلَ اللّٰهِ اَلَا اَقْتُلُهُ .**

(سنن نسائی کتاب الطلاق رقم الحدیث:3398)

ترجمہ:......حضرت محمود بن لبید رضی اللہ تعالیٰ عنہ فرماتے ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کو ایک ایسے شخص کے بارے میں خبر دی گئی جس نے اپنی بیوی کو بیک وقت تین طلاقیں دے دی تھیں یہ سنتے ہی رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم غصے میں آ کر کھڑے ہو گئے اور فرمایا کیا میری موجودگی میں اللہ تعالیٰ کی کتاب کو کھیل بنایا جا رہا ہے یہاں تک کہ (آپ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کے شدید غصے کو دیکھ کر) ایک صحابی نے کھڑے ہو کر عرض کیا: یارسول اللہ! (صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم) کیا میں اسے قتل نہ کر دوں؟۔(سنن نسائی)

☆......حضرت سیدنا ابن عباس رضی اللہ تعالیٰ عنہما کی خدمت میں ایک ایسا شخص (مسئلہ دریافت کرنے کے لئے) حاضر ہوا کہ جس نے اپنی بیوی کو بیک وقت تین طلاقیں دے دی تھیں آپ رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے اسے فرمایا کہ:

اللہ تعالیٰ کا ارشاد گرامی قدر: ''وَمَنْ يَّتَّقِ اللّٰهَ يَجْعَلْ لَّهٗ مَخْرَجًا''

یعنی جو اللہ تبارک وتعالیٰ سے ڈرتا ہے اللہ تعالیٰ اس کے لئے کوئی نہ کوئی مخرج (رہائی کا راستہ) پیدا فرما دیتا ہے۔مگر تیری یہ حالت ہے کہ تو اللہ تعالیٰ سے نہیں ڈرا (اس کی نافرمانی کرتے ہوئے اکٹھی تین طلاقیں دے دیں) اب میں تیرے لیے نکلنے کا کوئی راستہ نہیں پاتا تو نے اپنے رب کی نافرمانی بھی کی اور تیری بیوی بھی تجھ سے جدا ہو گئی (یعنی طلاق مغلظہ نافذ ہو گئی تمہارے لیے رہائی کی کوئی صورت نہیں ہے۔)

(سنن ابوداؤد کتاب الطلاق رقم الحدیث: 2197، سنن دارقطنی جلد نمبر: 2 کتاب الطلاق رقم الحدیث: 3883,3989، سنن الکبریٰ للبیہقی جلد: 7 کتاب الخلع والطلاق رقم الحدیث: 14944)

☆......حضرت عبداللہ بن عباس رضی اللہ تعالیٰ عنہما کے پاس ایک شخص حاضر ہوا اور عرض کیا کہ میں نے اپنی بیوی کو (بیک وقت) ایک سو طلاقیں دے دی ہیں۔آپ بتائیے میرے لیے کوئی صورت (رجوع کی) نکل سکتی ہے؟ تو آپ رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے فرمایا:

''طُلِّقَتْ مِنْکَ بِثَلاَثٍ وَّسَبْعٌ وَّ تِسْعُوْنَ اتَّخَذْتُ بِهَا اٰيَاتِ اللّٰهِ هُزُوًا''

تین طلاقوں سے وہ تجھ سے جدا ہوگئی باقی ستانوے سے تو نے اللہ تعالیٰ کی آیات کا مذاق اڑایا ہے۔(معاذ اللہ)(مؤطا امام مالک باب ماجاء فی طلاق البتۃ، کتاب الطلاق)

☆......حضرت عبداللہ بن عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہما نے (بیک وقت تین طلاق دینے والے کو فرمایا) اگر تم نے اپنی بیوی کو تین طلاقیں بیک وقت دیں ہیں تو اللہ تعالیٰ نے تجھے طلاق دینے کے جس طریقے کا حکم دیا تھا تو نے اس کی نافرمانی کی (اور اپنے رب کو ناراض کرلیا) اور تیری بیوی بھی تجھ سے جدا ہوگئی۔(صحیح مسلم کتاب الطلاق رقم الحدیث: 1471)

فائدہ:۔ مذکورۃ الذکر تمام احادیث مبارکہ سے ثابت ہوا کہ بیک وقت تینوں طلاقیں نافذ العمل ہوجاتی ہیں مگر اس طریقہ سے طلاق دینا بدعت اور ایک بڑا گناہ ہے۔

طلاق نامہ تحریر کرنے والے حضرات کی خدمت میں گزارش:

طلاق نامہ تحریر کرنے والے عرائض نویس کیلئے انتہائی ضروری ہے کہ وہ طلاق دینے کے شرعی طریقہ کار اور مسائل سے مکمل آگاہی حاصل کریں۔

مملکت عزیز پاکستان میں طلاق دینے والا عموماً کچہری کے عرضی نویس کی خدمات حاصل کرتا ہے اور اسٹام پیپر پر طلاق نامہ تحریر کرواتا ہے۔عرضی نویس نے اپنے استاد سے طلاق نامہ کا ایک مضمون رٹّا لگا کر سیکھا ہوتا ہے وہ ہر آنے والے گاہک کو ناموں کی تبدیلی کے ساتھ وہی مضمون لکھ دیتا ہے جس میں اس مفہوم کا جملہ بطور خاص ہوتا ہے کہ ''منکہ فلاں بن فلاں نے بقائمی ہوش و حواس خمسہ کے فلاں بنت فلاں کو طلاق ثلاثہ، طلاق، طلاق، طلاق دے کر اپنی زوجیت سے فارغ کر دیا اب وہ میرے نفس پر ہمیشہ ہمیشہ کے لئے حرام ہے بعد از عدت جس سے چاہے نکاح کرلے، مجھے کوئی اعتراض نہیں۔''

محترم عرائض نویس! آپ کا یہ عمل شریعت کی نگاہ میں انتہائی ناپسندیدہ ہے اور قابلِ گرفت بھی۔

معاذ اللہ ثم معاذ اللہ تعالیٰ گویا عموماً آپ حضرات طلاق دینے کی نیت کے ساتھ آنے

والے ہر شخص کو طلاق بدعت ہی لکھ کر دیتے ہیں اور عنداللہ ایک بہت بڑے گناہ کے مرتکب ہونے کے ساتھ ساتھ اپنے حلال رزق کو بھی گناہ میں معاونت کی وجہ سے حرام کر لیتے ہیں اے کاش......اے کاش کہ آپ اپنے پاس آنے والے شخص کو سمجھائیں کہ بیک وقت تین طلاقیں دینا بہت بڑا گناہ ہے۔ میں ایسی طلاق بدعت لکھوں گا تو میں بھی آپ کے ساتھ اس گناہ میں شریک ہو جاؤں گا۔ آپ انہیں باور کروائیں کہ آپ صرف ایک طلاق دیں، اس طرح صلح کی گنجائش باقی رہتی ہے اور اگر آپ بالفرض صلح نہ بھی کرنا چاہیں تو نہ کریں عدت کے بعد آپ کی بیوی آپ کے نکاح سے نکل جائے گی اور اس کا کسی دوسرے شخص سے نکاح کرنا جائز ہو گا اور اگر آپ اس سے دوبارہ نکاح کرنا چاہیں گے تو بغیر حلالہ کے ہو جائے گا۔

آپ حضرات کے اس طرز عمل سے نجانے کتنے گھر اجڑنے سے بچ جائیں گے۔ اللہ تعالیٰ بھی راضی ہو گا اور انہیں نیک مشورہ دینے کا اجر بھی آپ کو ملے گا اور رزق بھی حلال ہو گا۔

طلاق ثلاثہ پر تفصیلی گفتگو:

چونکہ فی زمانہ طلاق بدعی (بدعت) یکبارگی تین طلاق دینے کی وبا عام ہے۔ میاں صاحب جوش غضب میں نہ آؤ دیکھتے ہیں نہ تاؤ بس فوراً چلّا اٹھتے ہیں کہ طلاق طلاق طلاق جا میں نے تجھے طلاق ثلاثہ دی، اب اس گھر میں یا تو رہے گی یا میں، بس اب دور ہو جا فوراً میری آنکھوں سے، یا پھر میاں صاحب کچہری میں تشریف لے جاتے ہیں اور عرضی نویس کو حکم صادر فرماتے ہیں کہ میری بیوی کو طلاق لکھ دو، وہ بیچارہ چند روپے کی خاطر رٹے رٹائے جملے طلاق ثلاثہ مغلظہ کے تحریر کر دیتا ہے یہ حضرت اس پر دستخط فرما دیتے ہیں اور طلاق نامہ بیگم صاحبہ کو ارسال کر دیا جاتا ہے اور چند روز بعد ہی بھرکس نکل جاتا ہے۔ تنی ہوئی گردن جھک جاتی ہے ہوش ٹھکانے آ جاتے ہیں یہ صاحب ہاتھ میں طلاق نامہ کی فوٹو کاپی لئے سر جھکائے کسی مفتی صاحب کے درِ دولت پر یا نیم ملّاں کے سامنے بیٹھے کہہ رہے ہوتے ہیں: حضرت! کوئی صورت نکالیں تا کہ یہ طلاق واپس ہو سکے بس جذبات میں آ کر

طلاق دیدی دل سے ارادہ نہیں تھا وغیرہ وغیرہ ۔یا پھر یونین کونسل والے یا دیگر دوست احباب کوشش کرتے ہیں کہ صلح ہو جائے اس لئے ضروری ہے کہ اس موضوع پر قدرے تفصیل سے گفتگو ہو جائے تا کہ اُمت مسلمہ بدکاری جیسے عظیم وبال سے بچ جائے ۔

بیک وقت تین طلاق دینے کی چند صورتیں ہیں ان کی الگ الگ وضاحت کی جاتی ہے۔

وَمَا تَوْفِيْقِىْ اِلَّا بِاللّٰهِ وَهُوَ يَهْدِىْ اِلَى الْحَقِّ عَلَيْهِ تَوَكَّلْتُ وَاِلَيْهِ اُنِيْب .

غیر مدخولہ کو طلاق:

اگر کسی عورت کا نکاح ہوا مگر وہ اپنے خاوند کے ہاں نہیں گئی یعنی خلوت صحیحہ نہیں ہوئی اور خاوند نے اسے طلاق دیتے ہوئے کہا کہ: میں نے اسے طلاق دی ،طلاق دی، طلاق دی تو ایسی صورت میں صرف ایک طلاق نافذ ہوگی باقی دولغو ہونگی کیونکہ غیر مدخولہ کوایک ہی طلاق دینے سے وہ نکاح سے نکل گئی باقی دوطلاقیں بیکار ہوگئیں ۔اب وہ شخص اسی عورت سے دوبارہ نکاح کرنا چاہے تو کرسکتا ہے اس میں کوئی عدت یا حلالہ نہیں ہے لیکن اگر اس نے یہ جملہ کہا کہ میں نے اسے طلاق ثلاثہ یا تین طلاقیں دیں تو اب بغیر حلالہ کے نکاح نہیں کرسکتا کہ یہ تینوں طلاقیں بیک وقت واقع ہوگئیں۔

خلاصہ کلام یہ کہ غیر مدخولہ عورت کو اگر ایک ایک کر کے طلاق دی خواہ ایک ہی مجلس میں یا الگ الگ مجالس میں بہرحال اسے ایک طلاق بائن پڑے گی وہ اپنے شوہر کے نکاح سے نکل گئی اب جس سے چاہے نکاح کرے یعنی اپنے سابقہ شوہر سے یا کسی اور سے لیکن اگر یکبارگی تین طلاق ایک ہی لفظ سے دے دیں تو اب طلاق مغلظہ ہوگئی ۔اس صورت میں اپنے سابقہ خاوند کے سوا کسی اور سے تو نکاح کرسکتی ہے مگر سابقہ خاوند سے بغیر حلالہ کے نکاح نہیں ہوسکتا۔

مدخولہ عورت کو طلاق:

مدخولہ یعنی جس سے حق زوجیت ادا کرلیا گیا ہے اسے طلاق بدعی (بدعت) یہ ہے کہ اسے بیک وقت تین طلاقیں ایک ہی لفظ سے مثلاً تجھے تین طلاق یا طلاق ثلاثہ دی یا الگ

الگ الفاظ کہے: تجھے طلاق دی، طلاق دی، تجھے طلاق کہا۔

امام اعظم ؒ کا موقف:

امام اعظم ابوحنیفہ علیہ الرحمۃ کے نزدیک یہ عمل گناہ ہے تاہم تینوں طلاقیں نافذ ہوگئیں۔آپ کی دلیل کئی احادیث مبارکہ میں ہیں جن میں ایک وہ حدیث مبارکہ ہے جو حضرت محمود بن لبید کے حوالے سے قبل ازیں گزر چکی ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم یکبارگی تین طلاق کا سن کر غصے سے کھڑے ہوگئے تھے اور اس عمل کو آیات خداوندی سے کھیل قرار دیا تھا۔

امام شافعی ؒ کا موقف:

امام شافعی علیہ الرحمۃ کے نزدیک یہ عمل خلاف سنت ضرور ہے مگر گناہ نہیں ہے ان کے نزدیک اس کی دلیل یہ ہے کہ حضرت عویمر عجلانی نے جب اپنی بیوی سے لعان (۱) کیا تھا تو عرض کیا تھا: یارسول اللہ (صلی اللہ تعالی علیہ وآلہ وسلم)! اب میں اگر اسے اپنے پاس رکھوں میرا اس پر الزامِ بدکاری لگانا جھوٹ ہوگا اس سے قبل کہ رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم انہیں کوئی جواب دیتے انہوں نے اپنی بیوی کو تین طلاقیں دے دیں اور حضور اکرم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم اس پر خاموش رہے (یعنی طلاق ثلاثہ کو نافذ فرمادیا)۔ (صحیح بخاری، صحیح مسلم)

نیز فاطمہ بنت قیس رضی اللہ تعالیٰ عنہا سے مروی ہے کہ ان کے خاوند نے بذریعہ پیغام ان کو تین طلاق بیک وقت دیں۔ رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے اظہار ناراضگی کیے بغیر ان تینوں کو نافذ فرمادیا۔ اس لیے امام شافعی اسے گناہ قرار نہیں دیتے۔

امام احمد بن حنبل ؒ کا موقف:

امام احمد بن حنبل علیہ الرحمۃ سے مختلف روایات ہیں بعض میں امام شافعی کی موافقت کرتے ہیں اور بعض میں امام اعظم ابوحنیفہ علیہ الرحمۃ کی، امام مالک علیہ الرحمۃ

۱: پورا واقعہ آگے "طلاق ثلاثہ کے بارہ میں احادیث و آثار" کے تحت درج ہے۔ ۱۲)

کے نزدیک بھی بیک وقت دی گئی تین طلاقیں نافذ ہو جاتی ہیں مگر اس طرح طلاق دینا گناہ ہے اور یہی نظریہ حضرت عمر، حضرت علی، حضرت ابن مسعود، حضرت ابن عباس، حضرت ابن عمر رضی اللہ عنہم کا ہے۔

حضرت عمر فاروق ♦ کا عمل:

حضرت فاروق اعظم رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے پاس اگر ایسا شخص لایا جاتا جس نے یکبارگی تین طلاقیں دی ہوتیں تو آپ اسے خوب پیٹتے (اور اس کی بیوی میں جدائی کروا دیتے۔)

حضرت ابن عباس ♦ کا فیصلہ:

مالک بن حویرث کہتے ہیں کہ ابن عباس رضی اللہ تعالیٰ عنہما کے پاس حاضر ہو کر ایک شخص نے عرض کیا کہ میرے چچا نے اپنی بیوی کو (بیک وقت) تین طلاقیں دے دیں ہیں (تو کیا اب رجوع ہو سکتا ہے) آپ نے فرمایا: تیرے چچا نے اللہ تعالیٰ کی نافرمانی کی اور شیطان کی اطاعت کی۔اس لیے اللہ تعالیٰ نے اس کی رہائی کی کوئی صورت باقی نہ رکھی یعنی اب وہ رجوع نہیں کر سکتا۔

(المغنی جلد:7،ص:280,281 مطبوعہ بیروت از علامہ ابو محمد عبداللہ بن احمد حنبلی بحوالہ شرح صحیح مسلم جلد:3 کتاب الطلاق از علامہ غلام رسول سعیدی زید مجدہٗ مطبوعہ لاہور)

طلاقِ ثلاثہ اور علمائے جمہور کا حکم:

علامہ غلام رسول سعیدی شرح صحیح مسلم جلد ثالث میں نقل فرماتے ہیں کہ ''جمہور علمائے اہل سنت کے نزدیک بیک وقت دی گئیں تین طلاقیں واقع ہو جاتی ہیں علامہ نووی شافعی لکھتے ہیں: امام شافعی، امام مالک، امام احمد، امام ابوحنیفہ اور قدیم و جدید جمہور علماء (علیہم الرحمۃ) کے نزدیک تینوں طلاقیں واقع ہو جاتی ہیں۔

(شرح مسلم جلد:1 صفحہ:478 مطبوعہ نور محمد کراچی از علامہ یحییٰ بن شرف نووی شافعی رحمۃ اللہ علیہ)

☆......علامہ ابن قدامہ حنبلی لکھتے ہیں جس شخص نے بیک وقت تین طلاقیں دیں وہ واقع ہو

جائیں گی خواہ دخول سے پہلے دیں یا دخول کے بعد، حضرت ابن عباس، حضرت ابو ہریرہ، حضرت ابن عمر، حضرت عبداللہ ابن عمرو، حضرت عبداللہ بن مسعود اور حضرت انس رضی اللہ تعالیٰ عنہم کا یہی نظریہ ہے اور بعد کے تابعین اور ائمہ کا یہی موقف ہے۔

(المغنی جلد: 7 ص: 282 مطبوعہ دار الفکر بیروت از علامہ ابو محمد عبداللہ بن احمد بن قدامہ حنبلی)

☆......قاضی ابن رشد مالکی لکھتے ہیں کہ جمہور فقہاء کا یہی موقف ہے کہ بیک وقت دی گئی تین طلاقوں میں سے تین طلاقیں واقع ہو جاتی ہیں۔

(ہدایۃ المجتہد جلد: 2 ص: 46 مطبوعہ دار الفکر بیروت از علامہ قاضی ابوالولید محمد بن احمد بن رشد مالکی اندلسی)

☆......علامہ الحصکفی الحنفی لکھتے ہیں کہ بار بار لفظ طلاق کا تکرار کرنے سے تمام طلاقیں واقع ہو جاتی ہیں اور اگر طلاق دینے والا تاکید کی نیت کرے تو اس کا ''دیانۃً'' اعتبار ہوگا (یعنی قضاءً اعتبار نہ ہوگا) (درمختار علی ہامش ردالمحتار جلد: 2 ص: 632 مطبوعہ استنبول از علامہ علاؤالدین الحصکفی الحنفی)

دیانۃً کی وضاحت:

علامہ علاؤالدین الحصکفی الحنفی علیہ الرحمۃ کی مذکورہ بالا عبارت کا مفہوم یہ ہے کہ اگر کوئی شخص اپنی بیوی کے لئے یہ کہے کہ میں نے طلاق دی طلاق دی طلاق دی اور وہ نیت یہ کرے کہ میں طلاق تو ایک ہی دے رہا ہوں بقیہ لفظ ''طلاق دی'' حضرت رکانہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی طرح بطور تاکید کہہ رہا ہوں تو دیانۃً یعنی عنداللہ تو طلاق ایک ہی ہوگی کیونکہ اس کی نیت سے اللہ تعالیٰ بخوبی واقف ہے۔ وہ اپنی اس نیت کے مطابق رجوع کر سکتا ہے مگر قاضی اسے ایک طلاق کا فیصلہ نہیں دے گا بلکہ وہ تین طلاق کا فیصلہ ہی دے گا کیونکہ وہ اس کے ظاہر کو دیکھے گا۔

☆......جیسا کہ مفتی احمد یار خان نعیمی ''جآء الحق جلد اول ص: 415,416 مطبوعہ مکتبہ اسلامیہ لاہور'' میں تحریر فرماتے ہیں: اگر شوہر اپنی بیوی کو جس سے خلوت ہو چکی ہے اس طرح طلاقیں دے کہ تجھے طلاق ہے طلاق طلاق اور اخیری دو طلاقوں سے پہلی طلاق کی تاکید کی نیت

کرے نہ کہ علیحدہ علیحدہ طلاقوں کی تب بھی **دیانۃً** ایک ہی طلاق واقع ہوگی (لیکن قاضی اس کی یہ بات نہیں مانے گا) کیونکہ اس نے ایک طلاق کی دو تاکیدیں کی ہیں جیسے کوئی کہے: پانی پی لو پانی پانی، کھانا کھالو کھانا کھانا، میں کل گیا کل کل تو ان سب صورتوں میں پچھلے دو لفظوں سے پہلے لفظ کی تاکید ہے۔(جآء الحق جلد اول ص:416, 415)

☆......حضرت علامہ مفتی امجد علی اعظمی رضوی علیہ الرحمۃ فرماتے ہیں:

مسئلہ : مدخولہ کو کہا تجھے طلاق ہے تجھے طلاق ہے یا کہا میں نے تجھے طلاق دی، میں نے تجھے طلاق دی تو دو طلاقوں کا حکم دیا جائے اگرچہ کہتا ہو کہ دوسرے لفظ سے تاکید کی نیت کی تھی طلاق دینا مقصود نہ تھا۔ ہاں! **دیانۃً** اس کا قول مان لیا جائے گا۔

(درمختار) بہار شریعت حصہ ششم،ص:14 مطبوعہ مشتاق بک کارنر لاہور)

یاد رہے کہ مذکورۃ الذکر صورتوں میں **دیانۃً** یعنی اللہ تعالیٰ کے حضور ایک طلاق تسلیم کرنے کے باوجود قاضی فیصلہ اس لیے نہیں دیگا کہ اس بات پر صحابہ کرام رضوان اللہ علیہم اجمعین کا اجماع ہو چکا ہے بھلا وہ اجماع صحابہ کی مخالفت محض ایک شخص کے کہنے پر کس طرح کرسکتا ہے۔ جہاں تک اس کی نیت کا تعلق ہے تو وہ اللہ تعالیٰ جانتا ہے اگر واقعی ایک طلاق کی نیت کی تھی تو رجوع کرلے اور بدستور میاں بیوی کی طرح زندگی گزارے۔

امام احمد رضا خان علیہ الرحمۃ الرحمان فاضل ومحدّث بریلوی ''بلا اضافت وتسمیہ دی گئی طلاق کے سوال کا جواب تحریر فرماتے ہوئے لکھتے ہیں: حکم ہر دو گونہ است دیانت وحکم قضاء۔ دیانت آنکہ فیما بین العبد ورب باشد، ایں جا دیگراں را دخل نیست او داند وخدائے او...الخ۔''

یعنی حکم دو طرح ہوتا ہے ایک **دیانۃً** دوسرا قضاءً، **دیانۃً حکم** کا معنی یہ ہے کہ بندے اور اللہ تعالیٰ کے درمیان معاملہ ہے یہاں کسی دوسرے کا کوئی دخل نہیں بندہ جانے اور اس کا خدا جانے..الخ..(فتاویٰ رضویہ مع تخریج وترجمہ از امام احمد رضا خان محدث بریلوی قدّس سرہ العزیز جلد نمبر:12 ص:336 مطبوعہ رضا فاؤنڈیشن لاہور)

طلاق ثلاثہ کے بارے میں احادیث وآثار:

اس موضوع پر کچھ احادیث قبل ازیں نقل ہوچکی ہیں مزید ملاحظہ فرمائیں۔

☆ عَنْ عَائِشَةَ رَضِيَ اللّٰهُ تَعَالٰى عَنْهَا اَنَّ رَجُلًا طَلَّقَ اِمْرَأَتَهُ ثَلَاثًا فَتَزَوَّجَت فَطَلَّقَ فَسُئِلَ النَّبِيُّ صَلَّى اللّٰهُ تَعَالٰى عَلَيْهِ وَسَلَّم: اَتَحِلُّ لِلْاَوَّلِ؟ قَالَ لَا حَتّٰى يَذُوْقَ عُسَيْلَتَهَا كَمَاذَاقَ الْاَوَّلُ . (صحیح بخاری کتاب الطلاق باب من اجاز طلاق ثلاث رقم الحدیث:5261)

صحیح مسلم کتاب النکاح رقم الحدیث :1432 سنن ابن ماجہ کتاب النکاح رقم الحدیث :1933۔سنن نسائی کتاب الطلاق رقم الحدیث:3359۔مصنف سید عبدالرزاق کتاب الطلاق رقم الحدیث:11179,2984۔ سنن دار قطنی جلدنمبر 2 کتاب الطلاق رقم الحدیث:3932۔سنن الکبریٰ للامام بیہقی جلد 7 کتاب الخلع والطلاق رقم الحدیث:14953)

مفہوم حدیث: حضرت عائشہ صدیقہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا فرماتی ہیں کہ ایک شخص نے اپنی بیوی کو طلاق ثلاثہ دیدی اس عورت نے کہیں اور شادی کر لی مگر حقِ زوجیت ادا نہ کیا۔اس نے بھی طلاق دے دی پھر رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم سے عرض کیا گیا کہ وہ عورت اپنے پہلے شوہر کے لیے حلال ہے؟ آپ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے فرمایا: نہیں، جب تک کہ دوسرا شوہر پہلے شوہر کی طرح اس سے حقوق زوجیت نہ ادا کرلے۔

اس حدیثِ پاک کو امام ابوجعفر محمد بن جریر طبری نے جامع البیان فی تفسیر القرآن میں آیۂ مبارکہ ''فَلَا تَحِلُّ لَهٗ'' کے تحت آٹھ مختلف اسناد کے ساتھ حضرت عائشہ صدیقہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا سے، دو مختلف اسناد کے ساتھ حضرت ابو ہریرہ اور حضرت انس بن مالک رضی اللہ تعالیٰ عنہما سے اور تین مختلف اسناد سے حضرت عبداللہ بن عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے نقل فرمایا۔امام بخاری علیہ الرحمہ نے اس حدیث پر جو باب باندھا ہے کہ ''مَنْ اَجَازَ طَلَاقَ الثَّلَاث'' (یعنی جس نے تین طلاقوں کو جائز قرار دیا) خود اس بات کا ثبوت ہے کہ امام بخاری کے نزدیک یہ تینوں طلاقیں بیک وقت دی گئیں تھیں۔اسی لیے علامہ ابن حجر عسقلانی

علیہ الرحمۃ متوفی 852ھ اور علامہ بدرالدین عینی متوفی 855ھ نے اپنی اپنی شروح بخاری میں اس حدیث کے تحت لکھا کہ '' فَاِنَّہٗ ظَاھِر فِیْ کَوْنِھَا مَجْمُوْعَۃً یعنی ظاہر ہے یہ طلاقیں اکٹھی دی گئیں تھیں ۔(ملاحظہ ہو: فتح الباری شرح صحیح بخاری جلد 2 کتاب الطلاق رقم الحدیث:5261۔عمدۃ القاری شرح صحیح بخاری جلد14 کتاب الطلاق رقم الحدیث:5261)

☆ ''عَنْ اَنَس رَضِیَ اللّٰہُ تَعَالٰی عَنْہُ قَالَ سَمِعْتُ مُعَاذُ بِنْ جَبَل رَضِیَ اللّٰہُ تَعَالٰی عَنْہُ یَقُوْلُ سَمِعْتُ رَسُوْلَ اللّٰہِ صَلَّی اللّٰہُ تَعَالٰی عَلَیْہِ وَسَلَّم یَقُوْلُ : یَامُعَاذُ مَنْ طَلَّقَ لِبِدْعَۃٍ وَّاحِدَۃ اَوِ ثْنَتَیْنِ اَوْ ثَلاثًا اَلْزَمْنَاہُ بِدْعَتَہٗ ''سنن دارقطنی جلد2،جز4،کتاب الطلاق رقم الحدیث:3975،السنن الکبریٰ للبیھقی جلد 7 کتاب الطلاق رقم الحدیث:14932)

ترجمہ: حضرت انس رضی اللہ تعالیٰ عنہ فرماتے ہیں کہ میں نے حضرت معاذ بن جبل رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے سنا وہ فرماتے تھے کہ میں نے رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم سے سنا، آپ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے فرمایا: اے معاذ! جس نے ایک یا دو یا تین طلاقِ بدعت دیں ہم نے اس کی بدعت کو اس پر لازم کر دیا۔(دارقطنی ،بیہقی)

فائدہ : یعنی رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے بدعی طلاق کو ایک یا دو یا تین یکبارگی دی گئی طلاق یا حالت حیض میں دی گئی طلاق کو نافذ فرمانے کا اعلان فرمادیا۔اگرچہ یہ عمل خلافِ سنت اور بدعت ہے۔

☆......حضرت سیدنا امام حسن مجتبیٰ رضی اللہ تعالیٰ عنہ اپنے والد ذی وقار حضرت سیدنا علی المرتضیٰ کرم اللہ تعالیٰ وجہہ الکریم سے روایت کرتے ہیں کہ انہوں نے رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم سے سنا۔

'' اَیُّمَا رَجُل طَلَّقَ اِمْرَاَتَہٗ ثَلاثًا عِنْدَالاقْرَاءِ اَوْ ثَلاثًا مُبْھَمَۃً لَمْ تَحِلَّ لَہٗ حَتّٰی تَنْکِحَ زَوْجًا غَیْرَہٗ ''(سنن الکبریٰ للبیہقی جلد 7 کتاب الخلع والطلاق رقم الحدیث:14971)

یعنی جس شخص نے اپنی بیوی کو تین طلاق دیں خواہ الگ الگ طہروں میں خواہ

بیک وقت تو وہ عورت اس کے لیے حلال نہ ہوگی جب تک کہ دوسرے خاوند سے مباشرت نہ کرے۔(بیہقی)

☆......حضرت عامر شعبی رضی اللہ تعالیٰ عنہ فرماتے ہیں کہ

’’قُلْتُ لِفَاطِمَةَ بِنْتِ قَيْس: حَدِّثِيْنِي عَنْ طَلَاقِكِ ؟ قَالَتْ: طَلَّقَنِيْ زَوْجِيْ ثَلَاثًا وَهُوَ خَارِجٌ اِلٰى يَمَنٍ فَاَجَازَ ذٰلِكَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ تَعَالٰى عَلَيْهِ وَسَلَّمَ‘‘

(سنن ابن ماجہ کتاب الطلاق باب من طلق ثلاثا فی مجلس واحد رقم الحدیث:2024)

ترجمہ:(عامر فرماتے ہیں کہ) میں نے حضرت فاطمہ بنت قیس سے کہا کہ مجھے اپنی طلاق کا واقعہ بیان کیجئے تو انہوں نے کہا: مجھے میرے شوہر نے یمن کی طرف جاتے ہوئے بیک وقت تین طلاقیں دے دیں تو ان تینوں طلاقوں کو رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے جائز رکھا یعنی نافذ فرما دیا۔(سنن ابن ماجہ)

☆......خیال رہے کہ حضرت فاطمہ بنت قیس کی یہی حدیث امام مسلم بن حجاج قشیری رحمۃ اللہ علیہ نے صحیح مسلم میں گیارہ مختلف اسناد کے ساتھ ذکر فرمائی کہ فاطمہ بنت قیس کو بیک وقت تین طلاقیں دی گئیں اور رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے ان کو نافذ فرما دیا۔

(صحیح مسلم کتاب الطلاق)

☆......امام علی بن عمر دارقطنی فرماتے ہیں کہ

’’طَلَّقَ حَفْصُ بْنُ عَمْرِو بْنِ مُغَيْرة فَاطِمَةَ بِنْت قَيْس بِكَلِمَةٍ وَّاحِدَةٍ ثَلَاثًا‘‘۔

(سنن دارقطنی جلد2 کتاب الطلاق رقم الحدیث:3872)

یعنی حفص بن مغیرہ عمرو بن نے فاطمہ بنت قیس کو ایک ہی کلمہ کے ساتھ تین طلاقیں دی تھیں۔

لعان:......حضرت سہل بن سعد رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے مروی ہے کہ انصار کے ایک شخص حضرت عویمر رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے اپنی بیوی کو کسی مرد کے ساتھ فعل بد کرتے ہوئے دیکھا تو انہوں نے رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کی خدمت میں اس بات کا تذکرہ کیا تو اللہ تعالیٰ

نے لعان کرنے کا حکم دیا یعنی عویمر چار مرتبہ قسم اٹھا کر کہیں کہ وہ سچے ہیں اور پانچویں مرتبہ کہیں کہ اگر میں جھوٹا ہوں تو مجھ پر اللہ تعالیٰ کی لعنت ہو پھر ان کی بیوی کو حکم دیا گیا کہ وہ اپنے آپ سے الزام دور کرنے کے لیے چار مرتبہ اپنی سچائی کی قسم اٹھائے اور پانچویں مرتبہ کہے کہ اگر میرا خاوند سچا ہے تو مجھ پر اللہ تعالیٰ کا غضب نازل ہو۔(ملاحظہ ہو سورۃ النور:6,7,8)

آگے حدیث پاک ملاحظہ فرمایئے: **قَالَ سَهْل : فَتَلاعَنَا وَاَنَا مَعَ النَّاسِ عِنْدَ رَسُوْ لِ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ تَعَالىٰ عَلَيْهِ وَسَلَّم فَلَمَّافَرَغَا قَا لَ عُوَيْمَر كَذَّبْتُ عَلَيْهَا يَا رَسُوْ لَ اللّٰهِ اِنْ اَمْسَكْتُهَا فَطَلَّقَهَا ثَلاثاً قَبْلَ اَنْ يَّامُرَهٗ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ تَعَالىٰ عَلَيْهِ وَسَلَّم .**

(صحیح بخاری کتاب الطلاق باب من اجاز طلاق الثلاث رقم الحدیث:5259۔صحیح مسلم کتاب اللعان رقم الحدیث:1492 سنن نسائی کتاب الطلاق رقم الحدیث:3399،سنن الکبریٰ للبیھقی جلد 7 کتاب الطلاق،رقم الحدیث:14935)

یعنی حضرت سہل رضی اللہ تعالیٰ عنہ فرماتے ہیں کہ ان دونوں (میاں بیوی) نے رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کے سامنے مسجد میں لعان کیا تھا جبکہ میں بھی دیگر لوگوں کے ساتھ وہاں موجود تھا جب وہ دونوں لعان سے فارغ ہوئے تو عویمر نے عرض کیا یارسول اللہ (صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہٖ وسلم)!اب اگر میں اس کو اپنے پاس رکھوں تو (گویا) میں نے اس پر جھوٹا الزام لگایا پھر عویمر رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کے کوئی حکم دینے سے قبل (فوراً) اپنی بیوی کو تین طلاقیں دے دیں۔(بخاری،مسلم،نسائی،بیہقی)

غالباً حضرت عویمر رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے جلدی اس لیے کی کہ کہیں رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم صلح کا حکم نہ دے دیں پھر ان کے پاس انکار کی گنجائش نہ رہتی اور تین طلاق یکبارگی اس لیے دیں تاکہ آئندہ بھی رجوع نہ ہو سکے اور یہ بھی معلوم ہوا کہ صحابہ کرام میں یہ بات معروف تھی کہ بیک وقت دی گئیں تین طلاقیں نافذ ہو جاتی ہیں اور ان کے بعد رجوع نہیں ہو سکتا پھر رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کی موجودگی میں بلکہ مخاطب کر کے حضرت عویمر رضی اللہ تعالیٰ عنہ کا تین طلاق دینے کا اعلان کرنا اور آپ صلی اللہ تعالیٰ علیہ

وسلم کا خاموش رہنااور آئندہ بھی اس کی تردید نہ فرمانا اس بات پر شاہد عدل ہے کہ بیک وقت دی گئی تین طلاق کے نافذ اور مغلظہ ہونے کی تصدیق خود رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے فرمادی اور اسے حدیث تقریری کہتے ہیں۔

یہاں ایک سوال ہوسکتا ہے کہ گزشتہ صفحات میں حضرت محمود بن لبید کے حوالے سے حدیث مبارکہ گزری ہے کہ بیک وقت تین طلاق کا سن کر رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم بہت غصے میں آ گئے تھے لیکن اسوقت کیوں خاموش رہے؟ اس کی اصل حقیقت سے تو اللہ جل شانہٗ اور اس کے رسول صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم واقف ہیں مگر اس ناچیز (مؤلف کتاب) کے ذہن میں جو ظاہری بات آتی ہے وہ یہ ہے کہ اگر اسوقت آپ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم حضرت عویمر رضی اللہ تعالیٰ عنہ پر ناراض ہوتے تو شاید حاضرین سمجھتے کہ حضرت عویمر جھوٹے ہیں جوان کو ڈانٹا جارہا ہے حالانکہ عویمر سچے تھے اوران کی بیوی جھوٹی تھی جس کی خبر رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے بھی اشارۃً دے دی تھی جسکی بعد میں تصدیق بھی ہوگئی دوسرے یہ کہ عام حالات میں ایک طلاق کا مقصد یہ ہے جذبات ٹھنڈے ہونے پر صلح کی کوئی صورت نکل آئے لیکن لعان میں میاں بیوی میں علیحدگی کا قانون نافذ فرمایا جانا تھا اس لیے بیک وقت تین طلاق دینے میں بھی مضائقہ نہیں تھا لیکن عام حالات میں تین طلاقیں یکبارگی دینا ایک ناپسندیدہ فعل ہے۔**واللہ تعالیٰ ورسولہ اعلم**

☆ حضرت عویمر رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے اسی واقعہ کو امام ابوداؤد بن اشعث نے یوں نقل فرمایا:

’’ عَنْ سَهْلِ بْنِ سَعْد فِيْ هٰذَا الْخَبَرِ قَالَ فَطَلَّقَهَا ثَلٰثَ تَطْلِيْقَاتٍ عِنْدَ رَسُوْلِ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ تَعَالٰى عَلَيْهِ وَسَلَّم فَانْفَذَهٗ رَسُوْلَ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ تَعَالٰى عَلَيْهِ وَسَلَّم ‘‘.

(سنن ابوداؤد کتاب الطلاق رقم الحدیث:**2250**)

ترجمہ: حضرت سہل بن سعد رضی اللہ تعالیٰ عنہ فرماتے ہیں کہ حضرت عویمر رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کی موجودگی میں تین طلاقیں دیں اور رسول اللہ

صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے ان تینوں کو نافذ فرما دیا۔(ابوداؤد)

☆......امام ابوبکر بن حسین بیہقی نقل کرتے ہیں حضرت عبداللہ بن عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہما نے نبی مکرم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم کی خدمت انور میں عرض کیا کہ

" یَا رَسُوْلَ اللّٰہِ اَفَرَأَیْتَ لَوْ اَنِّیْ طَلَّقْتُھَا ثَلا ثًا کَانَ یَحِلُّ لِیْ اَ نْ اُرَاجِعَھَا ؟ قَالَ لَا کَانَتْ تُبَیِّنُ مِنْکَ وَتَکُوْنُ مَعْصِیَّۃً "

ترجمہ: یارسول اللہ (صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم) اگر میں اپنی بیوی کو بیک وقت تین طلاقیں دے دوں تو کیا میرے لیے اس سے رجوع کرنا حلال ہوگا؟ تو رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے فرمایا: نہیں! وہ نہ صرف تجھ سے علیحدہ ہو جائے گی بلکہ تو گناہ گار بھی ہوگا۔

(سنن الکبریٰ للبیہقی جلد 7 کتاب الخلع والطلاق رقم الحدیث:14955)

کسی بھی انصاف پسند مسلمان کے لیے ایسا واضح فرمان ہوتے ہوئے انکار کی گنجائش باقی نہیں رہتی اور خود حضرت عبداللہ بن عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہما کا اس کے بعد طرز عمل کیا تھا۔ ملاحظہ فرمائیں۔

☆......محدث کبیر امام بخاری رحمۃ اللہ علیہ نقل فرماتے ہیں:

" کَانَ ابْنُ عُمَرَ اِذَا سُئِلَ عَمَّنْ طَلَّقَ ثَلَاثًا ؟ قَالَ لَوْ طَلَّقْتَ مَرَّۃً اَوْ مَرَّتَیْنِ فَاِنَّ النَّبِیَّ صَلَّی اللّٰہُ تَعَالیٰ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ اَمَرَنِیْ بِھٰذَا . (صحیح بخاری کتاب الطلاق رقم الحدیث:5264)

ترجمہ: حضرت عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہما سے جب اس شخص کے بارے میں سوال کیا جاتا کہ جس نے اپنی بیوی کو تین طلاقیں دی ہوں تو آپ فرماتے ہیں کہیں تم نے ایک یا دو طلاقیں دیں ہوتی (تو میں رجوع کی اجازت دے دیتا) کہ نبی کریم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے مجھے اسی کا حکم فرمایا تھا۔(بخاری)

یہی حدیث الفاظ کی کچھ کمی بیشی کے ساتھ درج ذیل کتب میں بھی موجود ہے ملاحظہ ہو۔(صحیح مسلم کتاب الطلاق رقم الحدیث:1471 سنن دارقطنی کتاب الطلاق رقم الحدیث:3921 سنن الکبریٰ للبیہقی جلد 7 کتاب الخلع والطلاق رقم الحدیث:14941)

☆......حضرت عبادہ بن صامت رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے مروی ہے کہ ان کے آباء میں سے کسی نے اپنی بیوی کو ایک ہزار طلاق دیدی تو ان کے بیٹوں نے نبیٔ محتشم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہٖ وسلم کی خدمت اقدس وانور میں حاضر ہو کر عرض کیا:

فَقَالُوْا یَارَسُوْلَ اللّٰهِ (صَلَّى اللّٰهُ تَعَالىٰ عَلَيْهِ وَسَلَّم)! اِنَّ اَبَانَا طَلَّقَ اُمَّنَا اَلْفاً فَهَلْ لَهٗ مِنْ مَّخْرَجٍ ؟ فَقَالَ : اِنَّ اَبَاكُمْ لَمْ يَتَّقِ اللّٰهَ فَيَجْعَلْ لَهٗ مِنْ اَمْرِهٖ مَخْرَجًا بَانَتْ مِنْهُ بِثَلاثٍ عَلٰى غَيْرِ السُّنَّةِ وَتِسْعُ مِائَةٍ وَّ سَبْعٍ وَّ تِسْعُوْنَ اِثْمٌ فِىْ عُنُقِهٖ .

ترجمہ: پھر انہوں نے عرض کیا: یارسول اللہ (صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم)! بے شک ہمارے ابا نے ہماری ماں کو ایک ہزار طلاقیں دے دیں ہیں تو کیا اب ان کے لیے چھٹکارے کی کوئی صورت ہے؟ (یعنی صلح ہو سکتی ہے) تو رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے فرمایا: بے شک تمہارا باپ اللہ تعالیٰ سے نہیں ڈرا جو اس کے لیے نکلنے کی کوئی راہ پیدا فرمادیتا اس کی بیوی تین خلافِ سنت (بدعی) طلاقوں سے جدا ہوگئی اور نو سو ستانوے (997) طلاقیں اس کی گردن میں گناہ ہیں۔ (سنن دارقطنی جلد 2 کتاب الطلاق رقم الحدیث:3898)

یہی حدیث امام طبرانی نے ان الفاظ میں نقل کی ہے۔

☆ **عَنْ عُبَادَةَ بْنِ الصَّامِتِ رَضِيَ اللّٰهُ تَعَالىٰ عَنْهُ عَنِ النَّبِيِّ صَلَّى اللّٰهُ تَعَالىٰ عَلَيْهِ وَسَلَّم فِىْ رَجُلٍ طَلَّقَ اَلْفًا قَالَ اَمَّا ثَلاثٌ لَهٗ وَاَمَّا تِسْعُ مِائَةٍ وَّ سَبْعٍ وَّ تِسْعُوْنَ فَعُدْوَانٌ وَّ ظُلْمٌ اِنْ شَاءَ اللّٰهُ عَذَّبَهٗ وَ اِنْ شَاءَ غَفَرَ لَهٗ "۔**

ترجمہ: یعنی حضرت عبادہ بن صامت رضی اللہ تعالیٰ عنہ حضور نبی کریم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم سے بیان کرتے ہیں کہ آپ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم سے اس شخص کے بارے میں عرض کیا گیا کہ جس نے اپنی بیوی کو ایک ہزار طلاق دے دی تھی آپ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے فرمایا: تین تو اسکے لیے ہیں (یعنی وہ صرف تین کا مالک تھا وہ واقع ہوگئیں) باقی جو نو سو ستانوے (997) ہیں وہ ظلم اور زیادتی ہے اللہ تعالیٰ چاہے تو اس وجہ سے اسے

عذاب دے چاہے تو معاف فرمادے۔(طبرانی)

فائدہ: کوئی بھی عقلمند اندازہ لگا سکتا ہے کہ یہ ہزار طلاق بیک وقت دی گئی تھیں یا ہزار ماہ میں۔

یہی حدیث مصنف میں ان الفاظ کے ساتھ ہے۔

☆" فَقَالَ النَّبِیُّ صَلَّی اللّٰہ تَعَالیٰ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ اَمَّا اتَّقَی اللّٰہ جَدُّکَ اَمَّا ثَلاثٌ فَلَہٗ وَاَمَا تِسْعُمِائَۃٍ وَّ سَبْعٍ وَّ تِسْعُوْنَ فَعُدْوَانٌ وَّ ظُلْمٌ اِنْ شَاءَ اللّٰہُ تَعَالیٰ عَذَّبَہٗ وَاِنْ شَاءَ غَفَرَ لَہٗ "۔(مصنف عبدالرزاق جلد 6 کتاب الطلاق رقم الحدیث: 11338,2994)

ترجمہ: تو رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہٖ وسلم نے ارشاد فرمایا: "تیرا دادا اللہ تعالیٰ سے نہ ڈرا بہر حال تین طلاقوں کا اُسے اختیار تھا باقی رہ گئیں نو سو ستانوے (997) یہ اُس نے حد سے تجاوز اور ظلم کیا ہے۔ اللہ تعالیٰ چاہے تو اُسے اس کی سزا دے، چاہے تو معاف فرمادے۔(مصنف سید عبدالرزاق)

حضرت رکانہ ♦ کا اپنی بیوی کو طلاق بتہ دینا:

☆......اَنَّ رَکَانَۃَ بْنَ عَبْدَ یَزِیْدٍ طَلَّقَ اِمْرَ اَتَہٗ سُھَیْمِیَّۃَ الْبَتَّۃَ فَاُخْبِرَ النَّبِیّ صَلَّی اللّٰہُ تَعَالیٰ عَلَیْہِ وَسَلَّم بِذٰلِکَ ،قَالَ وَاللّٰہِ مَا اَرَدْتُ اِلَّا وَاحِدَۃً فَقَالَ رَسُوْلُ اللّٰہِ صَلَّی اللّٰہُ تَعَالیٰ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ وَاللّٰہِ مَا اَرَدْتَّ اِلَّا وَاحِدَۃً ؟ فَقَالَ رَکَانَۃُ وَاللّٰہِ مَا اَرَدْتُّ اِلَّا وَاحِدَۃً فَرَدَّھَا اِلَیْہِ رَسُوْلُ اللّٰہِ صَلَّی اللّٰہُ تَعَالیٰ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ فَطَلَّقَھَا الثَّانِیَۃَ فِیْ زَمَانِ عُمَرَ وَالثَّالِثَۃَ فِیْ زَمَانِ عُثْمَانَ . (سنن ابوداؤد کتاب الطلاق رقم الحدیث: 2206)

ترجمہ: "حضرت رکانہ بن عبد یزید نے اپنی بیوی سھیمیہ کو طلاق البتہ دی۔ [1] پھر نبی کریم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کی خدمت اقدس میں اس واقعہ کو عرض کیا گیا اور حضرت رکانہ نے کہا کہ اللہ تعالیٰ کی قسم! میں نے اس میں صرف ایک طلاق کا ارادہ ہی کیا تھا۔ اس پر رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہٖ وسلم نے فرمایا: اللہ تعالیٰ کی قسم اٹھاؤ کہ تمہارا ارادہ صرف اور صرف

---

[1]: مفتی احمد یار خاں علیہ الرحمہ نے تحریر فرمایا کہ انہوں نے کہا تھا انت طالق، انت طالق، انت طالق یعنی تجھے طلاق ہے۔ تجھے طلاق ہے، تجھے طلاق ہے۔(جاء الحق ص 420 مطبوعہ)

ایک طلاق ہی کا تھا، حضرت رکانہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے پھر عرض کیا کہ اللہ تعالیٰ کی قسم میرا ارادہ صرف ایک طلاق ہی کا تھا چنانچہ رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے ان کی بیوی ان کی طرف واپس لوٹا دی (یعنی رجوع کرنے کا حکم دیا) حضرت رکانہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے اپنی اس بیوی کو دوسری طلاق حضرت عمر رضی اللہ تعالیٰ کے زمانے میں دی جبکہ تیسری طلاق حضرت عثمان رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے دور خلافت میں دی''۔

فائدہ: امام ابوداؤد سلیمان بن اشعث نے اس باب میں یہی حدیث تین مختلف سندوں کے ساتھ ذکر فرمائی آخری سند یوں درج فرمائی: **حَدَّثَنَا سُلَيْمَانَ بْنَ دَاوُدَ العتكى حَدَّثَنَا جَرِيْرُ بْنُ حَازِمٍ عَنِ الزُّبَيْرِ بْنِ سَعِيْد عَنْ عَبْدِ اللّٰهِ بْنِ عَلِيّ بْنِ يَزِيد بن رَكَانَةَ عَنْ اَبِيْهِ عَنْ جَدِّه........** پھر آخر میں ارشاد فرمایا: **وَهٰذَا اَصَحُّ مِنْ حَدِيْثِ ابْنِ جُرَيْج : اَنَّ رَكَانَةَ طَلَّقَ اِمْرَأَتَهٗ ثَلاثًا لِاَنَّهُمْ اَهل بَيْتِهٖ وَهُمْ اَعْلَمُ بِهٖ .**

(سنن ابوداؤد کتاب الطلاق باب البتۃ رقم الحدیث: 2208 مطبوعہ ریاض)

یعنی یہ حدیث جریج کی حدیث کے مقابلے میں صحیح ترین حدیث ہے کہ جس میں یہ ہے کہ رکانہ نے اپنی بیوی کو تین طلاقیں دی تھیں (جریج سے مروی جس حدیث میں تین طلاقوں کا ذکر ہے وہ صحیح نہیں) اس لیے کہ گھر والے دوسرے کے مقابلے میں اصل حقیقت سے زیادہ واقف ہوتے ہیں۔ اسی حدیث پاک کو امام ترمذی نے عبداللہ بن علی بن یزید بن رکانہ عن ابیہ عن جدہ کے حوالے سے نقل فرمایا۔ (جامع ترمذی کتاب الطلاق واللعان رقم الحدیث: 1177)

☆......اسی حدیث پاک کو امام ابن ماجہ نے عبداللہ بن علی بن یزید بن رکانہ عن ابیہ عن جدہ کی سند سے اپنی سنن میں نقل فرما کر لکھا: **سَمِعْتُ اَبَا الْحَسَن عَلِي بن مُحَمَّد يَقُوْلُ: مَا اَشْرَفَ هٰذَاالْحَدِيْث** یعنی یہ حدیث سند کے اعتبار سے کس قدر شرف والی ہے یعنی اس کا انکار نہیں کیا جا سکتا۔ ملاحظہ ہو: (سنن ابن ماجہ کتاب الطلاق رقم الحدیث: 2051)

قابل غور بات: حضرت رکانہ کے بارے مذکورہ بالا صحیح ترین روایات کی روشنی میں

ثابت ہوا کہ رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم بیک وقت دی گئی تین طلاق کو تین ہی قرار دیتے تھے ورنہ حضرت رکانہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے بار بار اللہ تعالیٰ کی قسم لینے کا مقصد کیا تھا بس فرما دیتے کہ ایک مرتبہ دی گئی تین طلاق بھی ایک ہی ہوتی ہے جاؤ رجوع کرلو۔ حالانکہ ایسا نہیں فرمایا بلکہ قسم لی اور وہ بھی اس لیے کہ انہوں نے الگ الگ کہا تھا کہ ''تجھے طلاق ہے تجھے طلاق ہے تجھے طلاق ہے'' اور ایک مرتبہ ہی یہ کہہ دیتے کہ ''تجھے تین طلاق'' تو ان سے قسم بھی نہ لی جاتی بلکہ جدائی کا حکم دے دیا جاتا جیسا دیگر سابقہ احادیث مذکورہ سے معلوم ہوا۔

طلاق ثلاثہ کے بارہ میں صحابہ کرام ﷺ کا فیصلہ:

محترم قارئین! رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کے اہل بیت اطہار وصحابہ کرام رضوان اللہ تعالیٰ علیہم اجمعین وہ نفوس قدسیہ ہیں جن کے تقویٰ وطہارت کی مثالیں رب کائنات نے توراۃ وانجیل میں دیں جیسا کہ سورۃ فتح کے آخری رکوع سے عیاں ہے یہی وہ پاکباز ہستیاں ہیں کہ جن کی اطاعت وفرمانبرداری کا حکم خود رسول رحمت صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے دیا۔ جب رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے لوگوں کے حال متغیر ہو جانے اور اُمت کے فرقوں میں بٹ جانے کی خبر دی اور فرمایا کہ ایک کے سوا باقی سب فرقے جہنم میں جائیں گے تو بارگاہ اقدس میں عرض کیا گیا کہ یا رسول اللہ (صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم)! فرمایئے وہ جماعت جو اہل جنت کی جماعت ہوگی وہ کون ہوں گے ان کی نشانی کیا ہوگی؟ تو فرمایا'' مَا اَنَا عَلَيْهِ وَ اَصْحَابِیْ یعنی وہ اس راستہ پر چلیں گے جس پر میں اور میرے صحابہ چلتے ہیں۔

آیئے دیکھتے ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کی اہل بیت اطہار اور صحابہ کرام رضوان اللہ تعالیٰ علیہم اجمعین جو رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کی ایک ایک ادا پر قربان ہوتے تھے ہر ہر کام میں اللہ تعالیٰ کی رضا اور سنتِ مصطفیٰ کریم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم

ان کے پیش نظر تھی وہ طلاقِ ثلاثہ بدعی کے بارہ میں کیا فیصلہ ارشاد فرماتے ہیں۔

☆......حضرت سیدنا علی المرتضٰی، حضرت عبداللہ بن مسعود، حضرت زید بن ثابت، حضرت عبداللہ بن عمر رضوان اللہ تعالیٰ علیہم اجمعین کا فیصلہ:

☆......**عَنِ الْحَکَمِ اَنَّ عَلِیًّا وَابْنِ مَسْعُوْدٍ وَّ زَیْدِ بْنِ ثَابِتٍ رَضِیَ اللّٰہُ تَعَالٰی عَنْھُمْ قَالُوا: اِذَا طَلَقَ الْبِکْرُ ثَلاثًا فَجَمَعَھَا لَمْ یَحِلُّ لَہٗ حَتّٰی تَنْکِحَ زَوْجًا غَیْرَہٗ ،فَاِنْ فَرَّقَھَا بَانَتْ بِاالْاُوْلٰی وَلَمْ تکُنِ الْاُخْرَیَیْنِ**۔(مصنف عبدالرزاق رقم الحدیث:11128)

ترجمہ: یعنی حکم سے مروی ہے کہ حضرت علی المرتضٰی، حضرت عبداللہ بن مسعود، حضرت زید بن ثابت رضی اللہ تعالیٰ عنہم کا ارشاد گرامی ہے کہ جب کوئی شخص باکرہ (یعنی جس سے حقوق زوجیت ادا نہیں کیے صرف نکاح ہی ہوا ہے) کو تین طلاق دے دے اور ان کو جمع کرے (مثلاً کہے میں نے اس کو تین طلاق یا طلاق ثلاثہ دی) تو یہ عورت اس شوہر کو حلال نہ ہوگی جب تک کہ دوسرے شوہر سے نکاح ومباشرت نہ کرے (یعنی یکدم دی گئی تینوں طلاقیں نافذ ہو جائیں گی اور دوبارہ نکاح کے لیے حلالہ ضروری ہوگا) لیکن اگر اس نے جدا جدا طلاقیں دیں (مثلاً کہا اسے طلاق ہے اسے طلاق ہے اسے طلاق ہے) تو (غیر مدخولہ ہونے کی وجہ سے) وہ پہلی طلاق سے ہی بائنہ ہو جائے گی (یعنی نکاح سے نکل جائے گی) آخری دو طلاقیں کچھ بھی نہیں ہوں گی۔(مصنف عبدالرزاق)

فائدہ:۔معلوم ہوا کہ جس عورت سے صرف نکاح ہوا اور مباشرت نہ ہوئی اگر اسے ایک ایک کر کے الگ الگ طلاق دی جائے تو وہ پہلی ہی طلاق سے آزاد ہو جاتی ہے دوسری دو طلاق لغو و بیکار ہونگی اب اگر سابقہ شوہر دوبارہ نکاح کرنا چاہے تو بغیر حلالہ اور عدت کے نکاح کر سکتا ہے لیکن اگر یکمشت تین طلاقیں دے دے تو اب تین ہی طلاقیں شمار ہونگی ایک نہیں مانی جائے گی تو وہ عورت اب حلالہ کے بغیر سابقہ شوہر کے لیے حلال نہیں ہے۔ یہ ہے مذکورہ بالا صحابہ کرام کا فتویٰ۔

اب آپ کی مرضی ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم اور صحابہ کرام کا فیصلہ مانیں یا پھر اپنے مسلک کے مولوی کا۔ مزید حوالہ جات ملاحظہ ہوں۔

☆......امام عبدالوہاب شعرانی لکھتے ہیں: كَانَ عَلِّيُ وَابْنُ عُمَرَ يَقُوْلَانِ : لَوْ قَالَ اَنْتِ خَلِيَّة ثَلاثًا اَوْ بَرِيَّة ثَلاثًا اَوْ بَتَّة ثَلاثًا اَو بَائِن ثَلاثًا اَوْ حَرَام ثَلاثًا لَا تَحِلُّ لَهٗ حَتّٰى تَنْكِحَ زَوْجًا غَيْرَهٗ . (کشف الغمہ عن جمیع الامۃ جلد 2 کتاب الطلاق فصل طلاق البتۃ...الخ)

حضرت علی المرتضیٰ کرم اللہ تعالیٰ وجہہ الکریم اور حضرت عبداللہ بن عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہما فرماتے ہیں کہ اگر کوئی شخص اپنی بیوی کو تین مرتبہ کہے کہ ''انت خلیۃ''(یعنی تجھے چھوڑ دیا) یا کہے ''انت بریۃ''(تجھے الگ کر دیا) یا تین مرتبہ کہے ''بتۃ''(تجھے اپنے سے جدا کر دیا) یا تین مرتبہ کہہ دیا کہ ''تو بائن ہے'' یا تین مرتبہ کہا'' (تو میرے لیے) حرام ہے۔ (ان سب صورتوں میں تین طلاق ہو گئیں اور اب وہ عورت) اس کے لیے حلال نہ ہو گی جب تک دوسرا شوہر حقوق زوجیت ادا نہ کرے۔ (کشف الغمہ)

امام بیہقی اور علامہ سیوطی نقل فرماتے ہیں۔

☆......عَنْ عَلِيّ فِيْ مَنْ طَلَّقَ اِمْرَاَتَهٗ ثَلاثًا قَبْلَ اَنْ يَّدْخُلَ بِهَا قَالَ : لَا تَحِلُّ لَهٗ حَتّٰى تَنْكِحَ زَوْجًا غَيْرَهٗ . (بیہقی وجمع الجوامع)

ترجمہ: حضرت سیدنا علی المرتضیٰ کرم اللہ وجہہ الکریم سے اس عورت کے بارے میں دریافت کیا گیا کہ جسے اس کے شوہر نے حقوق زوجیت ادا کرنے سے قبل (محض نکاح کے بعد) طلاق ثلاثہ (تین طلاق) دے دی ہیں تو آپ رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے فرمایا: وہ اس کے لیے حلال نہ ہو گی جب تک دوسرے شوہر سے حقوق زوجیت ادا نہ کرے۔

(السنن الکبریٰ للبیہقی جلد 7 کتاب الخلع والطلاق رقم الحدیث: 14959، جمع الجوامع جلد 13 مسند علی بن ابی طالب رقم الحدیث: 7905)

امام ابن ابی شیبہ، امام علی بن عمر دارقطنی اور علامہ سیوطی نقل فرماتے ہیں۔

☆......عَنْ حَبِيْب قَالَ : جَآءَ رَجُل اِلٰی عَلِیّ فَقَالَ : اِنِّیْ طَلَّقْتُ اِمْرَأَتِیْ اَلْفًا ؟ قَالَ بَانَتْ مِنْکَ بِثَلاثٍ وَّاَقْسِمْ سَائِرَهَا بَیْنَ نِسَآئِکَ .

ترجمہ: ......حضرت حبیب سے مروی ہے کہ ایک شخص نے حضرت سیدنا علی المرتضیٰ کرم اللہ تعالیٰ وجہہ الکریم کی خدمت میں حاضر ہوکر عرض کیا کہ میں نے اپنی بیوی کو ایک ہزار طلاقیں دے دیں ہیں؟ آپ نے (غصہ سے) فرمایا: تمہاری بیوی تین طلاقوں سے تم سے جدا ہوگئی باقی طلاقیں اپنی عورتوں میں تقسیم کردو۔(مصنف ابن ابی شیبہ جلد 4 کتاب الطلاق رقم الحدیث :5 صفحہ :12 مطبوعہ مکتبہ امدادیہ ملتان ۔۔۔سنن دارقطنی جلد 2 کتاب الطلاق رقم الحدیث:3901۔جمع الجوامع جلد 13 مسند علی بن ابی طالب رقم الحدیث:7906)

سنن بیہقی میں ہے: حضرت امام جعفر صادق حضرت امام محمد باقر سے اور وہ حضرت امام علی اوسط زین العابدین (رضی اللہ تعالیٰ عنہم اجمعین) سے روایت کرتے ہیں کہ حضرت علی المرتضیٰ کرم اللہ تعالیٰ وجہہ الکریم سے ایسے شخص کے بارے میں سوال ہوا جس نے اپنی بیوی کو ایک ہزار طلاق دے دی تھی تو آپ نے جواباً ارشادفرمایا:

"لَا تَحِلُّ لَهٗ مِن بَعْد حَتّٰی تَنْکِحَ زَوْجًا غَیْرَهٗ "

وہ اس کے لیے حلال نہ ہوگی جب تک دوسرے شوہر سے حقوق زوجیت ادا نہ کرے۔(سنن بیہقی جلد 7 کتاب الخلع والطلاق)

مصنف عبدالرزاق میں ہے:

عَنْ شَرِیْکِ بْنِ اَبِیْ نمر فَقَالَ:جَآءَ رَجُل اِلٰی عِلِّیٍ فَقَالَ اِنِّیْ طَلَّقْتُ اِمْرَأَتِیْ عَدَد الْعَرْفَج قَالَ تَاْخُذُ مِن الْعِرْفَجِ ثَلاثًا وَتَدْعُ سَائِرَهٗ .

ترجمہ:شریک بن ابی نمر روایت کرتے ہیں ایک شخص نے حضرت علی المرتضیٰ کرم اللہ تعالیٰ وجہہ الکریم سے عرض کیا کہ میں نے اپنی بیوی کو عرفج (1) کی تعداد کے مطابق

نوٹ:عرفج ریگستان میں پیدا ہونے والے ایک درخت کا نام ہے کبھی ریت کے ذرات کو بھی عرفج کہہ دیتے ہیں۔

طلاقیں دے دی ہیں تو آپ نے فرمایا: عرفج میں سے تین لے لے باقی چھوڑ دے۔

(المصنف عبدالرزاق جلد 6 کتاب الطلاق باب 57 المطلق ثلاثا)

☆......حضرت عبداللہ بن مسعود رضی اللہ تعالیٰ عنہ کا فتویٰ:

" اَنَّ رَجُلًا جَاءَ اِلٰی عَبْدِ اللّٰہِ ابْنِ مَسْعُوْدٍ فَقَالَ :اِنِّیْ طَلَّقْتُ امْرَأَتِیْ ثَمَانِیْ تَطْلِیْقَاتٍ فَقَالَ ابْنُ مَسْعُوْدٍ فَمَا ذَا قِیْلَ لَکَ ؟ قَالَ قِیْلَ لِیْ اِنَّھَا بَانَتْ مِنِّیْ ،فَقَالَ ابْنُ مَسْعُوْدٍ صَدَقُوْا، مَنْ طَلَّقَ کَمَا اَمَرَہُ اللّٰہُ قَدْ بَیَّنَ اللّٰہُ لَہٗ ،وَمَنْ لَبَسَ عَلٰی نَفْسِہٖ لُبْسًا ، جَعَلْنَا لُبْسَہٗ مُلْصَقًا بِہٖ لا تَلْبِسُوْا عَلٰی اَنْفُسِکُمْ وَنَتَحَمَّلَہٗ عَنْکُمْ ،ھُوَ کَمَا یَقُوْلُوْنَ ."

ترجمہ:''ایک شخص حضرت عبداللہ بن مسعود رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی خدمت میں حاضر ہوا اورعرض کیا کہ میں نے اپنی بیوی کو آٹھ طلاقیں دے دی ہیں تو حضرت عبداللہ بن مسعود رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے اس سے پوچھا: دیگر صحابہ نے تجھے کیا حکم دیا ہے؟ اس نے کہا کہ مجھے بتایا گیا ہے کہ تیری بیوی تجھ سے بائن (یعنی جدا) ہوگئی تو آپ رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے فرمایا:''انہوں نے سچ کہا ہے۔'' (یادرکھو) اللہ تعالیٰ نے اس کا حکم بیان فرمادیا اور جو کوئی حکم کو اپنے اوپر مشتبہ کرے گا تو ہم اس کی بلا اسی پر ڈال دیں گے۔ اپنے آپ کو مشتبہ حرکتوں میں نہ ڈالو کہ ہم تیرا شبہ تجھ ہی پر ڈال دیں۔ تیری بیوی کا وہی حکم ہے جو ان صحابہ نے کہا ہے (یعنی تیری بیوی تجھ سے جدا ہوگئی ہے)۔

(موطا امام مالک، کتاب الطلاق باب ماجاء البتۃ کی دوسری حدیث۔ مصنف سید عبدالرزاق جلد 6 کتاب الطلاق رقم الحدیث:11386)

فائدہ:......اسی حدیث پاک کو امام طبرانی نے المعجم الکبیر میں ذکر فرمایا اور ان کے حوالے سے حافظ نور الدین علی بن ابی بکر بن سلیمان ہیثمی نے نقل کر کے فرمایا: اس روایت کے سارے راوی رجال صحیح یعنی ثقہ ہیں۔

(ملاحظہ ہو مجمع الزوائد جلد 4 کتاب الطلاق رقم الحدیث:7785)

حالتِ حیض میں تین طلاق:

☆......صحیح مسلم کتاب الطلاق میں حضرت عبداللہ بن عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہما کا اپنی بیوی کو حالت حیض میں طلاق دینے پھر حضورِ اکرم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کے حکم پر رجوع کرنے کے موضوع پر بیس سے زیادہ روایات ہیں جن میں سے بعض احادیث میں اس انداز سے وضاحت کی گئی ہے کہ اصل صورتحال سامنے آجاتی ہے مثلاً نافع کہتے ہیں کہ حضرت عبداللہ بن عمر نے اپنی بیوی کو حالت حیض میں طلاق دی حضرت عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے اس سلسلہ میں نبی کریم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم سے مسئلہ دریافت کیا تو آپ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے حضرت ابن عمر کو اس طلاق سے رجوع کرنے کا حکم فرمایا اور یہ کہ وہ اس کو ایک اور حیض گزرنے کی مہلت دیں پھر مقاربت سے پہلے اس کو طلاق دیں اور یہ وہ وقت ہے جس میں اللہ تعالیٰ نے عورتوں کو طلاق دینے کا حکم دیا ہے (یعنی اجازت مرحمت فرمائی) ہے آگے الفاظ ہیں:

" قَالَ كَانَ ابْنُ عُمَرَ رَضِيَ اللّٰهُ تَعَالىٰ عَنْهُ اِذَا سُئِلَ عَنِ الرَّجُلِ يُطَلِّقُ اِمْرَأَتَهٗ وَهِيَ حَائِضٌ يَقُوْلُ اِمَّا اَنْتَ طَلَّقْتَهَا وَاحِدَةً اَوْ ثِنْتَيْنِ وَاِنَّ رَسُوْلَ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ تَعَالىٰ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ اَمَرَهٗ اَنْ يُّرَاجِعَهَا ثُمَّ يُمْهِلَهَا حَتّٰى تَحِيْضَ حَيْضَةً اُخْرٰى ثُمَّ يُمْهِلَهَا حَتّٰى تَطْهُرَ ثُمَّ يُطَلِّقَهَا قَبْلَ اَنْ يَّمَسَّ وَاَمَّا اَنْتَ طَلَّقْتَهَا ثَلَاثًا فَقَدْ عَصَيْتَ رَبَّكَ فِيْمَا اَمَرَكَ بِهٖ مِنَ الطَّلَاقِ اِمْرَاَتِكَ وَبَانَتْ مِنْكَ . "

(صحیح مسلم کتاب الطلاق باب تحریم طلاق الحائض بغیر رضاہا رقم الحدیث:2678)

(نافع بیان کرتے ہیں) پھر جب بھی حضرت عبداللہ بن عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہما سے کوئی شخص یہ سوال کرتا کہ اس نے اپنی بیوی کو حالت حیض میں طلاق دی ہے تو وہ فرماتے اگر تو نے ایک طلاق دی ہے یا دو طلاق دی ہیں تو رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے اس سے رجوع کرنے کا حکم فرمایا ہے پھر اس عورت کو مہلت دو حتیٰ کہ اس کا

ایک اور حیض گزر جائے اور وہ اس حیض سے پاک ہو جائے پھر اس کو مباشرت سے پہلے طلاق دیدو اور اگر تو نے اس کو تین طلاقیں دے دی ہیں تو اللہ تعالیٰ نے تجھے تیری بیوی کو طلاق دینے کا جس طرح حکم فرمایا تھا تو نے اس کی نافرمانی کی اور تیری بیوی تجھ سے جدا ہو گئی۔

واضح رہے کہ حضرت عبداللہ بن عمر رضی اللہ تعالیٰ کا یہ فتویٰ متعدد کتب احادیث کی بہت سے روایات میں موجود ہیں۔

☆......اُم المومنین حضرت عائشہ صدیقہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا،

حضرت ابوہریرہ اور حضرت ابن عباس رضی اللہ تعالیٰ عنہم کا فیصلہ:

حضرت امام ابن ابی شیبہ نقل فرماتے ہیں کہ

’’ عَنْ اَبِیْ هُرَیْرَةَ وَابْنِ عَبَّاس وَّ عَائِشَةَ (رَضِیَ اللّٰهُ تَعَالیٰ عَنْهُمْ)فِی الرَّجُلِ یُطَلِّقُ اِمْرَاَتَهٗ ثَلاثًا قَبْلَ اَنْ یَدْ خُلَ بِهَا قَالُوْ ا : لَا تَحِلُّ لَهٗ حَتّٰی تَنْكِحَ زَوْجًا غَیْرَهٗ

(مصنف ابن ابی شیبہ جلد 4 کتاب الطلاق باب 18 رقم الحدیث:9 مطبوعہ امدادیہ ملتان)

ترجمہ: حضرت ابی ہریرہ، حضرت ابن عباس اور حضرت عائشہ رضی اللہ تعالیٰ عنہم اس شخص کے بارے میں فتویٰ ارشاد فرمادیتے تھے کہ جس نے حقوق زوجیت ادا کرنے سے پہلے اپنی بیوی کو طلاق ثلاثہ (ایک کلمہ سے) دے دی ہوں تو وہ اس شخص پر حلال نہ ہوگی جب تک کہ دوسرے شوہر سے حقوق زوجیت نہ ادا کرلے۔(مصنف ابن ابی شیبہ)

☆عَنْ اَبِیْ هُرَیْرَةَ وَابْن عَبَّاسٍ اَنَّهُمَا قَالَا فِی الرَّجُلِ یُطَلِّقُ الْبِكْرَ ثَلاثًا : لَا تَحِلُّ لَهٗ حَتّٰی تَنْكِحَ زَوْجًا غَیْرَهٗ . (شرح معانی الآثار جلد 2 کتاب الطلاق رقم الحدیث:4480)

ترجمہ: حضرت ابی ہریرہ اور حضرت ابن عباس رضی اللہ تعالیٰ عنہم نے اس شخص کے بارے میں فرمایا: جس نے اپنی بیوی کو حقوق زوجیت ادا کرنے سے قبل طلاق ثلاثہ دے دی تھی کہ وہ اس شخص کے لئے حلال نہیں جب تک کہ کسی دوسرے شوہر سے حقوق زوجیت نہ

ادا کر لے۔(شرح معانی الآثار)

خیال رہے کہ غیر مدخولہ کی طلاق ثلاثہ کے موضوع پر امام ابن ابی شیبہ نے انیس (19)روایات درج کی ہیں(باقی کتب اس کے علاوہ ہیں)۔ان میں (1) حضرت ابن عباس (2) حضرت عبد اللہ بن مسعود (3) حضرت علی المرتضٰی (4)حضرت عبداللہ بن عمر(5)حضرت ابو ہریرہ(6)حضرت عائشہ صدیقہ(7)حضرت ابوسعید خدری(8)حضرت اُم سلمہ(9)حضرت عبداللہ بن مغفل (10) حضرت انس رضی اللہ تعالیٰ عنہم کے فتاویٰ نقل فرماتے ہیں کہ ان سب کے نزدیک یکبارگی طلاق ثلاثہ نافذ العمل ہونگی۔

اسی طرح امام ابن ابی شیبہ نے ''**باب فی الرجل یطلق امراتہ مائۃ او الفا فی قول واحد**'' یعنی ''باب اس آدمی کے بارے میں جس نے اپنی بیوی کو ایک ہی کلمہ میں سو یا ہزار طلاق دی''۔اس باب میں تیرہ روایت نقل کی ہیں جنکا خلاصہ یہ ہے کہ تین طلاقوں سے بیوی حرام ہوگئی اور باقی طلاقیں اللہ تعالیٰ کی آیات کا مذاق اڑانے کے مترادف اور گناہ ہیں یہ طلاق دینے والے پر بوجھ ہیں کل قیامت کے دن اللہ تعالیٰ چاہے تو سزا دے چاہے تو معاف کرے۔یہ فتویٰ دینے والے(1)حضرت سیدنا علی المرتضٰی (2)حضرت عمر فاروق(3)حضرت عثمان غنی(4)حضرت عبداللہ بن عمر(5)حضرت عبداللہ بن عباس (6)حضرت مغیرہ بن شعبہ اور(7)حضرت سیدنا حسین رضی اللہ تعالیٰ عنہم ہیں۔بطور مثال ایک روایت نقل کی جاتی ہے۔

☆ **عَنْ سَعِيْدِ بْنِ جُبَيْرٍ قَالَ : جَاءَ رَجُل اِلَى ابْنِ عَبَّاس فَقَالَ : اِنِّي طَلَّقْتُ امْرَاَتِيْ اَلْفًا وَّ مِائَةً قَالَ : بَانَتْ مِنْكَ بِثَلاَثٍ وَّ سَائِرُهُنَّ وِزْر ،اتَّخَذْتَ ايَاتِ اللّٰهِ هُزُوًا .**

ترجمہ:حضرت سعید بن جبیر فرماتے ہیں حضرت ابن عباس کی خدمت میں ایک شخص حاضر ہوا اور عرض کیا کہ میں نے اپنی بیوی کو ایک ہزار اور ایک سو طلاق دے دی ہیں تو آپ نے

فرمایا: وہ تین طلاقوں سے تجھ سے بائن (علیحدہ اور آزاد) ہوگئی باقی طلاقیں تجھ پر بوجھ ہیں تو نے اللہ تعالیٰ کی آیتوں کا مذاق اڑایا ہے۔

(مصنف ابن ابی شیبہ صفحہ:12، رقم الحدیث:7، مطبوعہ امدادیہ ملتان۔)

محمد بن ایاس کی روایت:

حضرت ابن عباس حضرت ابو ہریرہ اور حضرت عبد اللہ بن عمرو بن العاص (رضی اللہ تعالیٰ عنہم) کا فیصلہ:

☆......" عَنْ مُحَمَّدِ بْنِ اِيَاس اَنَّ ابْنَ عَبَّاس وَّاَبَا هُرَيْرَةَ وَعَبْدَ اللّٰهِ ابْنَ عَمْرِو بْنِ الْعَاصِ سُئِلُوْا عَنِ الْبِكْرِ يُطَلِّقُهَا زَوْجُهَا ثَلاثًا فَكُلُّهُمْ قَالُوْا لاَ تَحِلُّ لَهٗ حَتّٰى تَنْكِحَ زَوْجًا غَيْرَهٗ". (سنن ابوداؤد کتاب الطلاق رقم الحدیث:2198)

ترجمہ: محمد بن ایاس سے مروی ہے کہ حضرت ابن عباس حضرت ابو ہریرہ اور حضرت عبداللہ بن عمرو بن عاص رضی اللہ تعالیٰ عنہم سے غیر مدخولہ عورت کے بارے میں پوچھا گیا کہ اسے اس کے شوہر نے بیک وقت تین طلاقیں دے دیں تو ان سب (صحابہ) نے فرمایا: کہ وہ عورت اس پر حرام ہوگئی اور اس وقت تک حلال نہ ہوگی جب تک دوسرے شوہر سے حقوق زوجیت نہ ادا کرلے۔ (سنن ابوداؤد)

حضرت سیدنا امام حسن مجتبیٰ ♦ کا فتویٰ:

حضرت سوید بن غفلہ سے مروی ہے کہ عائشہ خشعمیہ، حضرت سیدنا امام حسن بن علی المرتضیٰ (رضی اللہ تعالیٰ عنہما) کی زوجیت میں تھیں جب حضرت سیدنا علی المرتضیٰ کرم اللہ وجہہ الکریم شہید ہوئے تو اس نے حضرت امام حسن رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے کہا:

اے امیر المومنین! خلافت مبارک ہو۔ (آپ کو والد ذی وقار کی اندوہناک شہادت پر یہ جملہ بہت ناگوار گزرا، آپ غصہ میں آگئے) آپ رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے فرمایا: ''کیا تم حضرت علی کی شہادت پر اظہار خوشی کر رہی ہو۔ جاؤ! تم کو تین طلاقیں دیں۔

ناچار انہوں نے اپنے سامان کو سمیٹا اور عدت کے لیے بیٹھ گئیں جب ایام عدت پورے ہو گئے تو حضرت امام حسن رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے ان کی طرف ان کا بقیہ حق مہر اور دس ہزار درہم اضافی طور پر بھیجے جب قاصد یہ مال لیکر ان کے پاس پہنچا تو انہوں نے کہا "مَتَاعٌ قَلِيلٌ مِنْ حَبِيبٍ مُفَارِقٍ" یعنی مجھے اپنے جدا ہونے والے محبوب سے یہ بہت تھوڑا سامان ہے۔ (مراد یہ تھی کہ میرے محبوب کے مقابلے میں تو یہ کچھ بھی نہیں، میں تو سب کچھ ان پر قربان کر دیتی ایک روایت کے مطابق وہ بہت روئی بھی تھیں) جب یہ خبر حضرت امام حسن رضی اللہ تعالیٰ عنہ کو پہنچی تو آپ بھی رو پڑے اور فرمانے لگے:

" لَوْلَا اِنِّیْ سَمِعْتُ جَدِّیْ اَوْ حَدَّثَنِیْ اَبِیْ اَنَّہٗ سَمِعَ جَدِّیْ یَقُوْلُ :" اَیُّمَا رَجُلٍ طَلَّقَ اِمْرَاَتَہٗ ثَلَاثًا مُبْهَمَةً اَوْ ثَلَاثًا عِنْدَ الْاَقْرَاءِ لَمْ تَحِلَّ لَهٗ حَتّٰى تَنْكِحَ زَوْجًا غَيْرَهٗ " لَرَجَعْتُهَا "۔

ترجمہ: اگر میں نے اپنے نانا جان سے یہ حدیث نہ سنی ہوتی یا میرے والد محترم نے مجھے یہ بات نہ بتائی ہوتی کہ انہوں نے میرے نانا محترم (رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم) سے سنا کہ فرمایا: "جس شخص نے اپنی بیوی کو تین طلاقیں دیں خواہ بیک وقت خواہ الگ الگ طہروں میں تو وہ عورت اس کے لیے حلال نہیں جب تک کہ دوسرے شوہر سے حقوق زوجیت ادا نہ کر لے" تو میں اس سے رجوع کر لیتا۔ (سنن کبریٰ للبیہقی جلد 7 کتاب الخلع والطلاق رقم الحدیث: 14971)

حضرت فاروق اعظم ♦ کا قولِ فیصل:

☆......" عَنِ ابْنِ عُمَرَ اَنَّ رَجُلاً اَتٰى عُمَرَ رَضِيَ اللّٰهُ تَعَالٰى عَنْهُ فَقَالَ : اِنِّیْ طَلَّقْتُ اِمْرَاَتِیْ یَعْنِی الْبَتَّةَ وَهِیَ حَائِض؟ قَالَ عَصَيْتَ رَبَّكَ وَفَارَقْتَ اِمْرَاَتَكَ ، فَقَالَ الرَّجُلُ : فَاِنَّ رَسُوْلَ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ تَعَالٰى عَلَيْهِ وَسَلَّمَ اَمَرَ ابْنَ عُمَرَ (رَضِيَ اللّٰهُ تَعَالٰى عَنْهُمَا) حِيْنَ فَارَقَ امْرَاَتَهٗ اَنْ يُّرَاجِعَهَا فَقَالَ لَهٗ عُمَرُ (رَضِيَ اللّٰهُ تَعَالٰى عَنْهُ): اِنَّ رَسُوْلَ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ تَعَالٰى عَلَيْهِ وَسَلَّمَ اَمَرَهٗ اَنْ يُّرَاجِعَ

امْرَأَتَهُ لِطَلاَقٍ بَقِيَ لَهُ وَاَنَّهُ لَمْ يَبْقِ لَکَ مَا تَرْجَعَ بِهِ اِمْرَأَتَکَ

ترجمہ: حضرت عبداللہ بن عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہما سے مروی ہے کہ ایک شخص حضرت عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی خدمت میں حاضر ہوا اور کہنے لگا کہ میں نے اپنی بیوی کو حالت حیض میں طلاق مغلظہ (تینوں طلاقیں بیک وقت) دے دی ہیں تو آپ رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے فرمایا: تو نے اپنے رب کی نافرمانی کی اور تیری بیوی تجھ سے جدا ہوگئی، تو اس شخص نے کہا: ''ابن عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہما (یعنی آپ کے بیٹے) نے جب اپنی بیوی کو جدا کیا تھا تو رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے انہیں رجوع کرنے کا حکم صادر فرمایا تھا'' تو حضرت عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے اس شخص کو فرمایا: کہ رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے انہیں ان طلاقوں کی وجہ سے رجوع کرنے کا حکم فرمایا تھا جو ان کے پاس تھیں (یعنی انہوں نے تین طلاقیں نہیں دی تھی) جبکہ تیری یہ حالت ہے کہ تیرے پاس کوئی طلاق باقی نہیں رہی جس کے ساتھ تو اپنی بیوی سے رجوع کرلے (یعنی تو تینوں طلاقیں یکبارگی دے چکا ہے)۔

(السنن الکبریٰ للبیہقی جلد 7 کتاب الخلع والطلاق رقم الحدیث:14956)

محترم قارئین کرام! یہ بات آفتاب نصف النہار سے بھی زیادہ واضح ہوچکی ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے یکبارگی دی گئی تین طلاق کو ہمیشہ تین ہی قرار دیا، اسی لیے اہل بیت اطہار اور صحابہ کرام سارے کے سارے ہمیشہ تین کو تین ہی سمجھتے رہے اور اسی پر فتویٰ ارشاد فرماتے تھے۔ بات صرف اتنی تھی کہ رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم یا سیدنا صدیق اکبر رضی اللہ تعالیٰ عنہ اور سیدنا فاروق اعظم رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے دورِ اولین میں اگر کوئی الگ الگ کلمات سے تین مرتبہ لفظ طلاق کہہ دیتا تھا مثلاً **انت طالق، انت طالق انت طالق** (تجھے طلاق ہے، تجھے طلاق، تجھے طلاق ہے) تو اس سے قسم دیکر پوچھا جاتا تھا کہ بتا اس میں تیری نیت کیا ہے؟ اگر وہ ایک کہتا تو ایک نافذ کردی جاتی اور اگر تین کہتا تو تین مانی جاتیں، مگر کبھی بھی ایسے شخص کی طلاق کو ایک نہیں مانا گیا جس نے اپنی بیوی کو کہا

ہو کہ ’’میں نے تجھے تین طلاقیں دیں‘‘۔ رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کے ارشاد گرامی قدر کہ ’’خَیْرُ الْقُرُوْنِ قَرْنِیْ‘‘ (یعنی زمانوں میں بہترین زمانہ میرا زمانہ ہے پھر بعد والوں کا پھر بعد والوں کا) کے اعتبار سے اس بہترین دور میں لوگ تقویٰ وطہارت کے پیکر تھے جھوٹ سے گریز کرتے تھے اس لیے ان کی قسم بہت حد تک قابل اعتبار تھی۔ سیدنا فاروق اعظم رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے زمانے میں جب اسلامی حدیں بہت وسیع ہوگئیں۔ اسلام کے دامن عافیت سے وابستہ ہونے والے حدِّ شمار سے بڑھ گئے تو تقویٰ وطہارت کا بھی وہ معیار نہ رہا جو صحابہ کرام کا طرّہ امتیاز تھا لوگ جھوٹی قسمیں بھی اٹھانے لگے اور اس طرح بدکاری کے مرتکب ہونے لگے۔ چنانچہ سیدنا فاروق اعظم رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے جید صحابہ کرام رضوان اللہ تعالیٰ علیہم اجمعین کے مشورہ سے یہ قانون نافذ فرمادیا کہ آئندہ طلاق دینے والا ایک طلاق دینا چاہتا ہے تو صرف ایک مرتبہ ہی ’’انـــت طـ‘‘ کہے تاکہ شک کی گنجائش باقی نہ رہے۔ بس اتنی سی بات تھی ورنہ فاروق اعظم رضی اللہ تعالیٰ عنہ یا دیگر صحابہ کرام علیہم الرضوان نے رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کے حکم کی نافرمانی نہیں کی تھی۔ (معاذ اللہ تعالیٰ) مزید گفتگو ان شاء اللہ تعالیٰ آخر میں ہوگی۔

تین طلاق کو ایک قرار دینے والوں کے دلائل کا جائزہ:

یہ بات بالاتفاق ناقابل تردید حقیقت ہے کہ رسول محتشم رحمت عالم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کے اس جہانِ رنگ وبو سے عالم بالا کی طرف تشریف لے جانے کے تقریباً سات سو سال بعد تک تین طلاق کے مسئلہ پر کوئی اختلاف نہیں تھا۔ اُمت مسلمہ کے اس اتحاد کو اختلاف و تفریق میں تبدیل کرنے کا یہ سہرا ’’شیخ ابن تیمیہ‘‘ کے سر ہے۔ جس کی دلیل **مسلک اہل حدیث کے مشہور شیخ الحدیث شیخ شرف الدین دہلوی کا بیان** ہے کہ ’’اصل بات یہ ہے کہ مجیب مرحوم نے جو لکھا ہے کہ تین طلاق مجلس واحد کی محدثین کے

نزدیک ایک کے حکم میں ہیں یہ مسلک صحابہ، تابعین وتبع تابعین وغیرہ ائمہ محدثین متقدمین کانہیں ہے، یہ مسلک سات سوسال کے بعد کے محدثین کا ہے جوشیخ الاسلام ابن تیمیہ کے فتویٰ کے پابنداوران کے معتقد ہیں، یہ فتویٰ شیخ الاسلام نے ساتویں صدی ہجری کے اخیر یا اوائل آٹھویں میں دیا تھا، تو اسوقت علماء اسلام نے ان کی سخت مخالفت کی تھی۔

نواب صدیق حسن خاں مرحوم نے اتحاف النبلاء میں جہاں شیخ الاسلام کے متفردات مسائل لکھے ہیں، اس فہرست میں طلاق ثلاثہ کا مسئلہ بھی لکھا ہے اور لکھا ہے کہ جب شیخ الاسلام ابن تیمیہ نے تین طلاق کی ایک مجلس میں ایک طلاق ہونے کا فتویٰ دیا، تو بہت شور ہوا، شیخ الاسلام اوران کے شاگرد ابن قیم پر مصائب برپا ہوئے، ان کو اونٹ پر سوار کراکے دُرّے مار مار کر شہر میں پھرا کر توہین کی گئی، قید کئے گئے، اس لیے کہ اس وقت یہ مسئلہ علامت روافض کی تھی، ص:13، اور سبل السلام شرح بلوغ المرام مطبع فاروقی دہلی ص:98 جلد:2 اور تاج المکلل مصنفہ نواب صدیق حسن خان صاحب صفحہ:286 میں ہے کہ، امام شمس الدین ذہبی باوجود شیخ الاسلام کے شاگرد اور معتقد ہونے کے اس مسئلہ کے سخت مخالف ہیں۔ (التاج المکلل ص:288,289)

شیخ شرف الدین مزید تحریر کرتے ہیں کہ

متاخرین علماء اہلحدیث عموماً شیخ الاسلام ابن تیمیہ اوران کے شاگرد ابن قیم کے معتقد ہیں، اس لیے وہ بے شک اس مسئلہ میں شیخ الاسلام سے متفق ہیں اور وہ اسی کو محدثین کا مسلک بتاتے ہیں اور مشہور کر دیا گیا ہے کہ یہ مذہب محدثین کا ہے (یعنی یہ حقیقت میں محدثین کا مذہب نہیں ہے بلکہ غلط طور پر مشہور کر دیا گیا ہے) اور اس کے خلاف مذہب حنفیہ کا ہے، اس لیے ہمارے اصحاب فوراً اس کو تسلیم کر لیتے ہیں، اور اس کے خلاف کو رد کر دیتے ہیں، حالانکہ یہ فتویٰ یا مذہب (تین طلاقوں کو ایک قرار دینے والا) آٹھویں صدی ہجری میں وجود میں آیا ہے اور ائمہ اربعہ کی تقلید چوتھی صدی ہجری

میں رائج ہوئی ہے اس کی مثال ایسی ہے جیسے بریلوی لوگوں نے قبضۂ غاصبانہ کر کے اپنے آپ کو اہل سنت والجماعت مشہور کر رکھا ہے، اوروں کو خارج، یا جیسے مولوی مودودی کی جماعت نے اپنے آپ کو جماعت اسلامی مشہور کر دیا ہے باوجودیکہ ان کا اسلام بھی خودساختہ ہے جو چودھویں صدی ہجری میں بنایا گیا ہے۔

وَلَعَلَّ فِيْهِ كِفَايَةً لِّمَنْ لَّهُ دِرَايَةٌ وَاللّٰهُ يَهْدِىْ مَنْ يَّشَاءُ اِلٰى صِرَاطٍ مُّسْتَقِيْم .

يسئلو نک احق هو قل ای وربی انه لحق.

(یعنی ''اور یہ اس کے لیے کافی ہے جس کے پاس عقل ہے اور اللہ تعالیٰ جسے چاہتا ہے سیدھی راہ پر چلاتا ہے۔ آپ سے سوال کرتے ہیں کیا یہ حق ہے؟ آپ فرما دیجئے میرے رب کی قسم یہ میرے رب کی طرف سے حق ہے)

(ابوسعید شرف الدین دہلوی) فتاویٰ ثنائیہ۔ جلد ثانی باب ہشتم کتاب النکاح صفحہ: **219,220** مطبوعہ ادارہ ترجمان السنۃ لاہور، فروری **1972**ء)

''طلاق ثلاثہ کا شرعی حکم'' علمائے غیر مقلدین کے فتاویٰ جات:

(1) ابن حزم ظاہری (متوفی 456ھ) کا فتویٰ :

غیر مقلدین کے جیّد محدّث ابن حزم نے لکھا: ''**(ثم وجدنا من حجة من قال : ان الطلاق الثلاث مجموعة سنة لا بدعة ، قول الله تعالىٰ :﴿فان طلقها فلا تحل له من بعد حتى تنكح زوجا غيره ﴾فهذا يقع على الثلاث مجموعة و مفرقة و لا يجوز ان يخصص بهذه الاية بعض ذلک دون بعض بغير نص)**''

یعنی پھر ہم ان لوگوں کی بیک وقت اکٹھی تین طلاقوں کو بدعت نہیں کہتے بلکہ سنت سمجھتے ہیں (ان کی) یہ دلیل پائی کہ اللہ تعالیٰ کا فرمان ہے ''پھر اگر تیسری طلاق اسے دی تو اب وہ عورت اسے حلال نہ ہوگی جب تک دوسرے خاوند کے پاس نہ رہے'' یہ (مضمون یا حکم) ان تین طلاقوں پر بھی صادق آتا ہے جو اکٹھی ہوں اور ان پر بھی جو (تین

طلاقیں) متفرق طور جدا جدا دی گئی ہوں بغیر کسی نص کے اس آیت کے حکم کو تین متفرق اور جدا جدا طلاقوں کے ساتھ مخصوص کر دینا اور اکٹھی تین کو شامل نہ کرنا صحیح نہیں۔

(المحلی فی شرح المجلّی، کتاب (83) الطلاق، مسئلہ (1950) من الطلاق من اراد طلاق امراۃ، ص: 1756)

(2)......علامہ ابن القیم (متوفی 751ھ) کا فتویٰ :

شیخ ابن تیمیہ کے شاگرد شمس الدین ابوعبداللہ محمد بن ابی بکر المعروف بابن القیم الجوزیہ لکھتے ہیں: حضرات صحابہ کرام اوران کے پیشوا امیر المؤمنین عمر فاروق رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے جب دیکھا کہ لوگوں نے طلاق کا معاملہ یکبارگی تین طلاق دیکر حماقت کا ثبوت دینا شروع کر دیا ہے اور خدا خوفی چھوڑی ہے اور اپنے اوپر حکم کو ملتبس کرنے لگ گئے اور اس طریقے کو چھوڑ کر جو اللہ تعالیٰ نے ان کے لیے مشروع کیا تھا دوسرے طریقے سے طلاقیں دینے لگ گئے تو اللہ تعالیٰ نے خلیفہ راشد (یعنی حضرت عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہ) اوران کے ساتھ صحابہ کرام کی زبان پر شرع اور تقدیر کی رو سے یہ حکم جاری کر دیا کہ جو چیز لوگوں نے اپنے اوپر لازم کر رکھی ہے اس کا اجراء اور نفاذ کر دیا اور جو طوق انہوں نے اپنے گلے میں ڈالا ہے (یعنی بیک وقت تین طلاقیں دیکر بیوی کو اپنے اوپر حرام کر لیا) اسے باقی رکھا جائے، یہ شرع وتقدیر کے رازوں میں سے ایک راز ہے جو اس زمانے کے لوگوں کی عقل میں نہیں آتا پھر ائمہ اسلام آئے جو صحابہ کرام کے آثار سے ملے جو ائمہ صحابہ کرام کے مسلک پر چلنے والے اور اللہ تعالیٰ اوراس کے رسول کی رضا چاہنے والے تھے۔

(اعلام الموقعین عن رب العالمین، المجلد (3)، وجہ بتغییر الازمنۃ والاحوال، ص: 38)

(3) قاضی شوکانی (متوفی 1250ھ) کا فتویٰ :

”قد اختلف اهل العلم فی ارسال الثلث دفعة واحدة هل يقع ثلاثا او واحدة فقط فذهب الى الاول الجمهور، وذهب الى الثانی من عداهم وهو الحق“

یعنی اہل علم کا بیک وقت تین طلاقیں دینے میں اختلاف ہے تین واقع ہونگی یا ایک،

پس جمہور اہل علم (یعنی جمہور صحابہ وتابعین، ائمہ مجتھدین، فقہاء اور علمائے اسلام) کے نزدیک تینوں واقع ہو جائیں گی اور جمہور کے علاوہ دیگر کا مذہب ہے کہ ایک واقع ہو گی اور وہ حق ہے۔

(فتح القدیر الجامع بین فنی الروایۃ والدرایۃ فی علم التفسیر، المجلد (1)، البقرۃ: 230)

(قارئین کرام!: یہ فیصلہ ہم آپ پر چھوڑتے ہیں کہ خود فیصلہ کریں کہ جمہور کی رائے حق ہے یا جمہور کے مخالف فتویٰ دینے والوں کی رائے حق ہے۔)

طلاق بدعتی:

اور بیک کلمہ یا ایک طہر میں تین طلاق دینا بدعت ہے اسی طرح حالت حیض میں طلاق دینا بدعت ہے اور قاضی شوکانی نے حدیث ابن عمر کے تحت لکھا:

" وقد تمسک بذلک من قال بان الطلاق البدعی یقع وھم الجمھور "

یعنی اس حدیث سے ان فقہاء نے دلیل پکڑی ہے جو کہتے ہیں کہ طلاق بدعی واقع ہو جاتی ہے اور اس طرح کہنے والے جمہور ہیں۔

(نیل الاوطار، کتاب الطلاق، باب النہی عن الطلاق فی الحیض، ص:1222)

اور لکھتے ہیں کہ **"وَاعْلَمْ اَنَّہٗ قَدْ وَقَعَ الْخِلَافُ فِی الطَّلَاقِ اِذَا اُوْقِعَت فِیْ وَقْتٍ وَّاحِدٍ، ھَلْ یَقَعُ جَمِیْعُھَا وَیَتْبَعُ الطَّلَاقُ الطَّلَاقَ اَمْ لَا ؟ فَذَھَبَ جُمْھُوْرُ التَّابِعِیْنَ وَکَثِیْر مِّنَ الصَّحَابَۃِ وَائِمَّۃِ الْمَذَاھِبِ الْاَرْبَعَۃِ وَطَائِفَۃَ مِّنْ اَھْلِ الْبَیْتِ مِنْھُمْ اَمِیْرُ الْمُؤْمِنِیْن عَلِی رضی اللّٰہ تعالٰی عنہ وَالنَّاصِرُ وَالْاِمَامُ یحیٰ، حَکٰی ذٰلِکَ عَنْھُمْ فِی الْبَحْر "**

یعنی جاننا چاہئے کہ تین طلاقوں میں اختلاف واقع ہوا ہے جب کہ ایک ہی وقت میں واقع ہوں، کیا تینوں طلاقیں واقع ہو جائیں گی اور طلاق کے پیچھے طلاق ہوتی ہے یا نہیں؟ تو جمہور تابعین اور کثیر صحابہ اور ائمہ مذاہب اربعہ اور اہل بیت اطہار کی ایک بڑی جماعت جن میں امیر المومنین حضرت علی المرتضیٰ رضی اللہ تعالیٰ عنہ بھی ہیں اور امام یحییٰ اس طرف گئے ہیں کہ طلاق کے پیچھے طلاق آتی ہے (یعنی کسی نے بیوی سے کہا:

تجھے طلاق، تجھے طلاق، تجھے طلاق تو تینوں واقع ہو جائیں گی۔)

(نیل الاوطار، کتاب الطلاق، باب ماجاء فی طلاق البتۃ وجمع الثلاث واختیار تفریقھا رقم الحدیث:2860)

قاضی شوکانی کے غیر مقلد ہونے کا ثبوت :

قاضی شوکانی کے شاگرد حسین بن محسن سبعی نے اپنے استاد کے مذہب کے بارے میں لکھا کہ شوکانی نے امام زید کے مذہب پر تفقّہ حاصل کیا اور اس پر کتابیں لکھیں اور فتاویٰ دیئے اور یہاں تک کہ بڑا مقام حاصل کیا اور اپنے زمانے میں سب پر فوقیت حاصل کر لی یہاں تک کہ تقلید چھوڑ دی۔(یعنی غیر مقلد ہو گیا)۔

(فتح القدیر ، المجلد (1) ترجمة الامام الشوكانى ،مذهبه و عقديته،ص:6)

(4) حافظ عبداللہ روپڑی (غیر مقلد) کا فتویٰ:

غیر مقلد حافظ عبد اللہ نے ایک سوال کا جواب دیتے ہوئے لکھا : کیونکہ ''انت طالق ثلثا'' غیر موطوءَ (جس سے صحبت نہ ہوئی ہو) پر بھی تین طلاقیں پڑتی ہیں۔(رسالہ ایک مجلس کی تین طلاقیں، ضمیمہ تنظیم اہلحدیث روپڑ، ص:6، بحوالہ عمدۃ الاثاث فی حکم الطلاق الثلاث، ص:95)

اسی طرح ایک حدیث کے متعلق ''قاضی شوکانی'' پر رد کرتے ہوئے لکھا: ابوداؤد کی حدیث کا مطلب یہ ٹھیک نہیں بلکہ ابوداؤد کی حدیث کا مطلب یہ بیان کرنا چاہیے کہ جب '' انت طالق ، انت طالق ،انت طالق تین دفعہ الگ کہے تو غیر موطوءَ (جس سے صحبت نہ ہوئی ہو) کی بابت تین ایک ہی ہوتی ہیں، کیونکہ غیر موطوءَ پہلی دفعہ'' انت طالق'' کہنے سے جدا ہو جاتی ہے تو اس کے بعد'' انت طالق'' کہنا بیکار ہے اور حضرت ابن عباس رضی اللہ تعالیٰ عنہما کا فتویٰ جو''منتقی'' اور ابوداؤد سے نقل کیا ہے (کہ غیر موطوءَ پر تین واقع ہو جائیں گی)،'' انت طالق ثلاثا ''پر محمول ہے یعنی جب جدا جدا'' انت طالق ''نہ کہے بلکہ ایک ہی دفعہ'' انت طالق ثلاثا کہہ دے تو اسوقت خواہ غیر موطوءَ ہو اس پر تین ہی

واقع ہونگی پس اس صورت میں نسائی کا باب میں متفرق کی قید لگانا بالکل درست ہوگا۔

(طلاق الثلاث، ایک سوال کا جواب، ص:52 بحوالہ ضمیمہ ر 6، بحوالہ عمدۃ الاثاث)

(5) مفتی محمد یٰسین شاہ (غیر مقلد) کا فتویٰ:

غیر مقلد حضرات کا حال بھی عجیب ہے کہ تین طلاق کے وقوع کے تو منکر ہیں اور اگر کوئی شخص بیوی کو بیک وقت ہزار طلاق دیدے تو تین کے وقوع کا اقرار کرتے ہیں، اقرار ہی نہیں کرتے بلکہ اسے اتفاقی مسئلہ بتاتے ہیں۔ چنانچہ ان کے مفتیٔ اعظم اور پیر سید مفتی محمد یٰسین شاہ نے لکھا کہ ''جیسے کہ اتفاقی مسئلہ اگر کوئی شخص کہے اپنی بیوی کو کہ تجھے ہزار طلاق ہے صرف اتنی ہی واقع ہوں گی جتنی کی وہ مالک ہے باقی لغو ہوتی ہیں۔ (طلاق ثلاثہ، بحث مرتان، ص:14)

مفتی یٰسین نے لکھا کہ ''اتنی ہی واقع ہونگی جتنی کا وہ مالک ہے'' تو آزاد عورت کی تین طلاقیں ہوتی ہیں لہٰذا نتیجہ یہ نکلا کہ تین واقع ہونگی اور باقی نوسوستانوے (997) لغو یعنی بیکار ہونگی، نادانی کی انتہا ہے کہ ہزار طلاقیں دینے سے تین واقع ہوگئیں اور تین دینے سے ایک واقع ہوگی۔ ان لوگوں کی تضاد بیانی مشہور ہے اس کا ایک ثبوت یہ ہے کہ آپ نے ان کے پیر کی ایک عبارت پڑھی کہ جس میں ہزار طلاقیں دینے کے وقوع کا ذکر ہے دوسرے مقام پر لکھتے ہیں: وضاحت مسئلہ تین طلاق بیک وقت ایک ہی شمار ہوں گی چاہے کئی کھرب دے دے۔ (رسالہ طلاق ثلاثہ، ص:25) آپ کیا کہیں گے، اب ان کے بارے میں کہ ان کی کونسی بات کا اعتبار کیا جائے۔

(6) ڈاکٹر ابو جابر دامانوی (غیر مقلد) کا فتویٰ:

ڈاکٹر ابو جابر دامانوی بھی انہی لوگوں میں سے ہیں جو تقلید کے قائل نہیں ہیں اور تین کو ایک قرار دینے والے ہیں، انہوں نے بھی ایک مقام پر کہا کہ ''جیسے یہ اتفاق ہے اگر کوئی کہے: تجھے ہزار طلاق (تو) صرف اتنی ہی واقع ہوں گی جتنی کا وہ مالک ہے باقی لغو ہوجاتی ہیں۔ (رسالہ حکم طلاق الثلاث مصنّفہ ڈاکٹر دامانوی، ص: 13)

(7) شیخ عبدالجبار غزنوی کا فتویٰ:

مفتی غلام سرور قادری نے لکھا: مولوی عبدالجبار غیر مقلد غزنوی ''حاشیہ مہندی'' میں لکھتے ہیں کہ جمہور علمائے دین کے نزدیک (تین طلاق) ایک بار دینے سے واقع ہو جاتی ہیں۔ (تحقیقات اسلمیہ حاشیہ سلطان الفقہ، الجزء (2)، ص: 159)

(8) غیر مقلد مصنف محمد اقبال کیلانی کا فتویٰ:

حالتِ حیض میں طلاق دینا، ایک کلمہ سے طلاق دینا، اسی طرح ایک طہر میں تین طلاقیں دینا غیر مسنون ہے چنانچہ وہ لکھتے ہیں: غیر مسنون طلاق سنت نہ ہونے کے باوجود واقع ہو جاتی ہے لیکن طلاق دینے والا گناہ کا مرتکب ہوتا ہے۔

(طلاق کے مسائل مصنّفہ کیلانی، انواع الطلاق، طلاق بدعی، ص: 75) (از ''طلاق ثلاثہ کا شرعی حکم'' صفحہ: 221 تا 227 مطبوعہ مکتبہ برکات المدینہ)

شیخ ابن تیمیہ کا موقف اور اس کا جواب :

شیخ الحدیث علامہ غلام رسول سعیدی حفظہ اللہ شرح مسلم جلد سوم کتاب الطلاق صفحہ: 1023 پر تحریر فرماتے ہیں۔ ''شیخ ابن تیمیہ لکھتے ہیں: اللہ تعالیٰ فرماتا ہے'' **الطلاق مرتان**''

اس سے معلوم ہوا کہ وہ طلاق رجعی جس میں طلاق کے بعد رجوع کیا جاتا ہے ایک بار دینے کے بعد دوسری مرتبہ دی جاتی ہے جیسے کسی شخص نے کہا جاؤ دوبارہ تسبیح کرو یا تین بار تسبیح کرو یا سو بار تسبیح کرو، اس پر عمل کیلئے ضروری ہے کہ وہ اتنی بار تسبیح کرے کہ یہ عدد پورا ہو جائے مثلاً کہے ''سبحان اللہ، سبحان اللہ'' تو یہ دو بار ہو گا اور اگر اس نے کہا ''دو بار سبحان اللہ (سبحان اللہ مرتان) یا سو بار سبحان اللہ (سبحان اللہ مائۃ مرۃ)'' تو یہ ایک تسبیح شمار ہوگی۔ (علیٰ ہذا القیاس) جس شخص نے اپنی بیوی سے کہا: ''تمہیں دو طلاقیں یا تمہیں تین طلاقیں یا تمہیں دس طلاقیں یا تمہیں ہزار طلاقیں'' تو یہ ایک ہی شمار کی جائے گی۔ اس کو واضح کرنے کے لئے شیخ ابن تیمیہ نے ایک یہ مثال دی ہے کہ نبی کریم صلی اللہ

تعالیٰ علیہ وسلم نے مشروع فرمایا ہے کہ نماز کے بعد تینتیس (33) مرتبہ سبحان اللہ، تینتیس (33) مرتبہ الحمد للہ اور چونتیس (34) مرتبہ اللہ اکبر کہا جائے۔ اب اگر کوئی شخص کہے کہ **سبحان الله ،الحمد لله ،الله اکبر عدد خلقه** (اس کی مخلوق کی تعداد کے برابر) تو یہ صرف ایک تسبیح قرار دی جائے گی''۔

شیخ ابن تیمیہ کی دلیل کا تجزیہ :

محترم قارئین کرام! اگر آپ اپنے ذہن پر بوجھ نہیں محسوس کر رہے تو ''شیخ'' کی دلیل کو ایک مرتبہ پھر غور سے پڑھ لیں تا کہ آپ کو بات سمجھنے میں آسانی ہو۔ شیخ ابن تیمیہ نے ''**الطلاق مرتان**'' کی وضاحت کیلئے مثال دی ہے کہ اگر کوئی آدمی یہ کہے: ''**سبحان الله مرتان**'' (سبحان اللہ دو مرتبہ) تو یہ ایک ہی تسبیح گنی جائے گی لیکن اگر کوئی کہے سبحان اللہ سبحان اللہ تو اب دو تسبیح گنی جائے گی۔ اسی طرح اگر کوئی کہے کہ ''**سبحان الله مائة مرة**'' (سبحان اللہ سو مرتبہ) تو یہ بھی ایک ہی تسبیح ہے لیکن اگر سبحان اللہ کی گنتی سو پوری کرے تو تب سو تسبیح ہو گی شیخ نے اس پر قیاس کرتے ہوئے حکم دیا کہ اگر کوئی کہے کہ میں نے ایک ہزار طلاق دی ہے تو ایک ہی سمجھی جائے گی نیز تینتیس تینتیس (33،33) مرتبہ سبحان اللہ، الحمد للہ اور اللہ اکبر کی مثال دی''۔

سبحان اللہ تعالیٰ وبحمدہ کیسا قیاس کیا شیخ ابن تیمیہ نے۔

اے کاش......... اے کاش.....ان کے متبع امام اعظم رحمۃ اللہ علیہ کے کیے گئے کسی قیاس پر غور فرما لیتے تو ان کو حقیقتِ قیاس کا پتہ چل جاتا، بہر حال آپ ابن تیمیہ کے اسی قیاس پر عمل کرتے ہوئے کسی دوکاندار سے کوئی چیز ایک ہزار میں خریدیں پھر دوکاندار کو ایک روپیہ تھماتے ہوئے ارشاد فرمائیں کہ دیکھو! علماء نے لکھا ہے کہ ایک ہزار طلاق دی جائے تو ایک ہی مانی جاتی ہے باقی 999 لغو ہیں اسی پر قیاس کرتے ہوئے ایک ہزار روپیہ کہا جائے تو ایک ہی دینا لازم ہے باقی 999 لغو ہیں تو امید ہے

کہ معمولی چھابڑی فروش بھی یہ ''مسئلہ'' آپ کو سمجھا دے گا اور ایسے اچھے طریقے سے سمجھائے گا کہ زندگی بھر نہ بھولے گا۔ دوسرے یہ کہ شیخ ابن تیمیہ نے لکھا ہے کہ اگر سبحان اللہ سبحان اللہ الگ الگ دو مرتبہ کہا جائے تو دو مرتبہ ہی مانا جائے گا تو فرمایئے اگر کوئی خاوند اپنی بیوی کو تین مرتبہ یہ کہے کہ ''میں نے تجھے طلاق دی، میں نے تجھے طلاق دی، میں نے تجھے طلاق دی تو ''شیخ'' اپنے ہی قول کے مطابق اس کو تین مرتبہ ماننے کو کیوں تیار نہیں.........؟

اس حقیقت سے اللہ تعالیٰ واقف ہے کہ ''شیخ'' مثال صحیح دے نہیں سکے یا.....صحیح سمجھ نہیں سکے یا ویسے ہی انکار کا بہانہ تلاش کر رہے ہیں بہرحال اس بارہ میں رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کا ارشاد گرامی قدر اور اہل بیت وصحابہ کا مسلک وفتویٰ کیا تھا وہ آپ گذشتہ صفحات میں پڑھ چکے ہیں، اگر زحمت نہ ہو تو ایک بار پھر سے دیکھ لیں۔ پھر آپ کا جی چاہے تو ابن تیمیہ کا فتویٰ مانیں یا جی چاہے تو رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کا فیصلہ قبول کر لیں۔ یہ تو دل ماننے کی بات ہے کہ کون کدھر جاتا ہے۔

شیخ ابن تیمیہ کی دوسری دلیل:

شرح صحیح مسلم میں ہے۔ ''شیخ ابن تیمیہ لکھتے ہیں: ہمارے علم میں یہ بات نہیں کہ کسی شخص نے نبی صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کے عہد میں ایک لفظ کے ساتھ تین طلاقیں دی ہوں اور نبی کریم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے اس پر تین طلاقیں لازم کر دی ہوں اس بارے میں کوئی حدیث صحیح یا احسن مروی نہیں ہے اور نہ کسی مستند کتاب میں کوئی ایسی حدیث نقل کی گئی ہے۔ اس سلسلہ میں جتنی احادیث نقل کی گئی ہیں وہ سب آئمہ کی تصریح کے مطابق ضعیف ہیں بلکہ موضوع ہیں، بلکہ صحیح مسلم اور دیگر سنن اور مسانید میں حضرت ابن عباس رضی اللہ تعالیٰ عنہما سے مروی ہے کہ ابن عباس کہتے ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کے زمانے میں اور حضرت ابوبکر رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے زمانہ خلافت میں اور حضرت عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہ

کی خلافت کے ابتدائی دو سالوں میں تین طلاقوں کو ایک ہی شمار کیا جاتا تھا۔حضرت عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے فرمایا: لوگوں نے اس کام میں عجلت کرنی شروع کر دی ہے جس میں انہیں مہلت دی گئی تھی، اگر ہم ان پر یہ تین طلاقیں نافذ کر دیں تو بہتر ہوگا، پھر آپ نے یہ تین طلاقیں نافذ کر دیں۔اس سلسلہ میں دوسری حدیث یہ ہے حضرت ابن عباس رضی اللہ تعالیٰ عنہما بیان کرتے ہیں کہ حضرت رکانہ بن عبد یزید نے اپنی بیوی کو ایک مجلس میں تین طلاقیں دیں پھر سخت غمگین ہوئے، نبی کریم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے ان سے سوال کیا: ''تم نے کس طرح طلاق دی تھی؟'' انہوں نے کہا: میں نے اسے تین طلاقیں دی تھیں، آپ نے فرمایا: ''ایک مجلس میں؟'' انہوں نے کہا: جی! آپ نے فرمایا: یہ ایک طلاق ہوئی اگر تم چاہو تو اس سے رجوع کر سکتے ہو۔حضرت ابن عباس رضی اللہ تعالیٰ عنہما کہتے ہیں: ''پھر حضرت رکانہ نے رجوع کر لیا۔'' شیخ ابن تیمیہ کہتے ہیں کہ نبی کریم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے جو یہ استفسار فرمایا: ''ایک مجلس میں'' اس سے یہ مفہوم نکلتا ہے کہ اگر ایک مجلس میں تین طلاقیں دی جائیں تو وہ ایک ہی قرار دی جائیں گی۔حضرت رکانہ کی یہ حدیث شیخ ابن تیمیہ نے ''مسند احمد'' کے حوالے سے بیان کی۔

(مجموعۃ الفتاویٰ ابن تیمیہ صفحہ: 33، شرح صحیح مسلم جلد ثالث کتاب الطلاق صفحہ:1024)

شیخ ابن تیمیہ کی دوسری دلیل کا تجزیہ :

افسوس صد افسوس! شیخ ابن تیمیہ نے تقریباً سات سو سال تک رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کی احادیث مبارکہ اور فتاویٰ و آثار صحابہ کرام رضی اللہ تعالیٰ عنہم پر عمل کرتے ہوئے بیک وقت دی گئی تین طلاق کو تین ہی طلاق قرار دینے والے تابعین، تبع تابعین، آئمہ اربعہ و دیگر محدثین، فقہاء کرام اور علماء متقدمین ....سب کے سب کو بیک جنبش قلم ناسمجھ اور صحیح راستے سے بھٹکے ہوئے ثابت کرنے کی کوشش کی اور محض حضرت ابن عباس کی طرف منسوب طاؤس کے ایک وہم یا قابلِ تاویل روایت اور ایک غیر صحیح، مجہول، منکر اور

متروک حدیث (جیسا کہ ان شاء اللہ آئندہ صفحات میں وضاحت آئے گی) کا سہارا لیکر رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم، اہل بیت اطہار اور صحابہ کرام رضوان اللہ تعالیٰ علیہم اجمعین کے فتاویٰ وارشادات عالیہ کو نہ صرف ضعیف بلکہ موضوع یعنی اپنی طرف سے گھڑی ہوئی باتیں قرار دے دیا۔ **انا للہ وانا الیہ راجعون .**

محترم قارئین کرام! خدانخواستہ ہم نے شیخ ابن تیمیہ پر الزام نہیں لگایا بلکہ گذشتہ صفحات میں تصریح گزر چکی ہے کہ ابن تیمیہ کے متبعین علماء اہل حدیث (غیر مقلد حضرات) کے نزدیک ''تین طلاق کو ایک طلاق قرار دینے کا یہ مسلک صحابہ، تابعین وتبع تابعین وغیرہ آئمہ محدثین ومتقدمین کا نہیں ہے یہ مسلک سات سو سال بعد کے محدثین کا ہے جو ابن تیمیہ کے فتویٰ کے پابند اور ان کے معتقد ہیں یا دوسرے لفظوں میں مقلد ہیں۔

خود علامہ ابن قیم جوزی جو ابن تیمیہ کے شاگرد، دست راست اور اپنے استاد کے ساتھ قید و بند کی صعوبتیں برداشت کرنے والے ہیں تحریر کرتے ہیں: بیک وقت تینوں طلاقوں کے بارے میں چار مذاہب ہیں۔ پہلا مذہب یہ ہے کہ تینوں واقع ہوجاتی ہیں یہ قول آئمہ اربع (امام ابوحنیفہ امام مالک، امام شافعی، امام احمد بن حنبل رحمۃ اللہ علیہم) جمہور تابعین بکثرت صحابہ کرام (رضی اللہ تعالیٰ عنہم) کا ہے۔ (زادالمعاد از ابوعبداللہ محمد بن قیم جوزی جلد 4)

ایک عظیم اشکال:

جیسا کہ مذکورہ بالا عبارت سے ثابت ہوا خود رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم، صحابہ کرام رضی اللہ تعالیٰ عنہم، تابعین اور تبع تابعین کا بہترین زمانہ بیک وقت دی گئی تین طلاق کو تین تسلیم کرنے کا ہی تھا اور یہ وہ زمانہ تھا جس کو رسول محتشم رحمت عالم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے سب سے اعلیٰ زمانہ قرار دیا جیسا کہ حضرت عمران رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے مروی ہے:

''عَنْ عِمْرَانَ بْنِ حُصَيْن رَضِيَ اللّٰهُ تَعَالٰی عَنْهُ قَالَ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ

صَلَّی اللّٰہُ تَعَالٰی عَلَیْہِ وَسَلَّمَ خَیْرُ اُمَّتِیْ قَرْنِیْ ثُمَّ الَّذِیْنَ یَلُوْنَھُمْ ثُمَّ الَّذِیْنَ یَلُوْنَھُمْ ثُمَّ الَّذِیْنَ یَلُوْنَھُمْ ''

یعنی عمران بن حصین رضی اللہ تعالیٰ عنہ فرماتے ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے فرمایا: میری اُمت کے بہترین لوگ وہ ہیں جو میرے زمانے میں ہیں (یعنی صحابہ کرام) پھر جو ان کے قریب ہیں (یعنی تابعی) پھر جو ان کے قریب ہیں (یعنی تبع تابعین)۔ ملاحظہ ہو۔

(صحیح بخاری کتاب الشہادت رقم الحدیث: 2651,2652 عن عبداللہ بن مسعود رضی اللہ تعالیٰ عنہ، صحیح مسلم رقم الحدیث: 2533,2534,2536 عن ابی ہریرہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ و عائشہ صدیقہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا۔)

سوال یہ پیدا ہوتا ہے بہترین زمانہ تو وہ ہے کہ جس میں احکاماتِ شریعت پر بہترین انداز میں عمل ہوا، اب ابن تیمیہ کے متبعین و معتقدین ارشاد فرمائیں کہ ان کے نزدیک بہترین زمانہ کونسا ہے؟ صحابہ کرام رضوان اللہ تعالیٰ علیہم اجمعین، تابعین، تبع تابعین، آئمہ اربعہ رحمۃ اللہ علیہم اجمعین کا یا..... پھر سات سو سال بعد ابن تیمیہ کا..؟

شیخ ابن تیمیہ کی دلیل حضرت ابن عباس ◆ سے منسوب روایت کا تجزیہ :

شیخ ابن تیمیہ نے جس روایت کا سہارا لیا اس کے الفاظ یہ ہیں: عَنِ ابْنِ طَاؤُس عَنْ اَبِیْہِ عَنِ ابْنِ عَبَّاس رَضِیَ اللّٰہُ تَعَالٰی عَنْھُمَا قَالَ کَانَ الطَّلَاقُ عَلٰی عَھْدِ رَسُوْلِ اللّٰہِ صَلَّی اللّٰہُ تَعَالٰی عَلَیْہِ وَسَلَّم وَ اَبِیْ بَکْر وَسَنَتَیْنِ مِنْ خِلَافَۃِ عُمَرَ رَضِیَ اللّٰہُ تَعَالٰی عَنْہُ طَلَاقُ الثَّلَاثِ وَاحِدَۃً فَقَالَ عُمَرُ بْنُ الْخَطَّابِ رَضِیَ اللّٰہُ تَعَالٰی عَنْہُ اِنَّ النَّاسَ اسْتَعْجَلُوْا فِیْ اَمْر کَانَتْ لَھُمْ فِیْہِ اَنَاءَ ۃ فَلَوْ اَمْضَیْنَاہُ عَلَیْھِمْ فَاَمْضَاہُ عَلَیْھِمْ . (صحیح مسلم کتاب الطلاق باب طلاق الثلاث رقم الحدیث: 2689)

ترجمہ: ابن طاؤس اپنے والد طاؤس سے روایت کرتے ہیں کہ حضرت ابن عباس رضی اللہ تعالیٰ عنہما نے فرمایا کہ رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کے زمان برکت نشان اور حضرت

ابوبکر صدیق کے زمانے اور حضرت عمر (رضی اللہ تعالیٰ عنہما) کے ابتدائی دو سالوں میں جو شخص بیک وقت تین طلاق دے دیتا اس کو ایک شمار کیا جاتا تھا، پھر حضرت عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے فرمایا: لوگوں نے اس کام میں جلدی مچانا شروع کردی ہے جس میں ان کے لیے مہلت تھی تو اگر ہم بیک وقت دی گئی تین طلاقوں کو (تین) نافذ کر دیں تو بہتر ہوگا۔ پھر انہوں نے تین طلاقوں کے نافذ کرنے کا حکم دیا۔ (صحیح مسلم)

صحیح مسلم کے اس باب میں مزید دو روایات ہیں جن میں طاؤس بیان کرتے ہیں کہ ابوصہبا نے حضرت ابن عباس رضی اللہ تعالیٰ عنہما سے کہا کہ کیا آپ کو علم ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کے زمانے میں حضرت ابوبکر رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے زمانے میں اور حضرت عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی خلافت کے ابتدائی تین سالوں میں بیک وقت دی گئی تین طلاقوں کو ایک ہی قرار دیا جاتا تھا؟ تو ابن عباس رضی اللہ تعالیٰ عنہما نے فرمایا: ''ہاں''۔

(صحیح مسلم کتاب الطلاق باب طلاق الثلاث رقم الحدیث: **2690**)

شارح صحیح مسلم علامہ غلام رسول سعیدی تحریر فرماتے ہیں۔

''حضرت عمر (♦) پر عہد رسالت کے معمول بدلنے کے الزام کے جوابات''

شیخ ابن تیمیہ اور ان کے موافقین کی دوسری دلیل صحیح مسلم کی دوسری حدیث ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم اور حضرت ابوبکر رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے عہد میں بیک وقت دی گئی تین طلاقوں کو ایک طلاق قرار دیا جاتا تھا اور حضرت عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے یہ کہا کہ اگر ان تین طلاق کو تین ہی قرار دیا جائے تو بہتر ہوگا اور پھر انہوں نے ایسا ہی کر دیا۔ جس طرح ابن تیمیہ اور ان کے موافقین نے اس حدیث سے استدلال کیا ہے۔ اس سے ثابت ہوتا ہے کہ حضرت عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کی شریعت کی صریح مخالفت کی اور تمام صحابہ ❁ نے رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کی مخالفت کو قبول کر لیا۔ اگر اس بات کو مان لیا جائے تو حضرت ابوبکر رضی اللہ تعالیٰ عنہ اور ان کے دور

میں فوت ہونے والے صحابہ کرام ﷺ کے علاوہ کوئی صحابی اس قابل نہیں رہے گا کہ اس کے دین پر اعتماد کیا جائے اور اس کی روایت کو قبول کیا جائے یہی وجہ ہے کہ جمہور فقہاء اسلام نے اس حدیث کے دس سے زیادہ جوابات دیئے ہیں ہم بغرض اختصار صرف دو پیش کر رہے ہیں۔

1:.......صحیح مسلم کی زیر بحث روایت غیر صحیح اور مردود ہے پہلی دلیل:

قرآن مجید سے ثابت ہے کہ ایک مجلس میں دی گئی تین طلاقیں نافذ ہو جاتی ہیں ....نیز صحیح بخاری وصحیح مسلم کی متفق علیہ حدیث ہے جس کو صحاح ستہ کے دیگر مؤلفین نے بھی روایت کیا ہے کہ حضرت عویمر رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے ایک مجلس میں تین طلاقیں دیں اور رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے ان تین طلاقوں کو نافذ فرمادیا نیز دیگر احادیث صحیحہ اور بکثرت آثار صحابہ اور اقوال تابعین سے ثابت ہے کہ ایک مجلس میں دی گئی تین طلاقیں نافذ ہو جاتی ہیں ....اور صحیح مسلم میں حضرت ابن عباس کی یہ روایت چونکہ قرآن مجید، احادیث صحیحہ اور آثار صحابہ کی حرمت کے خلاف ہے اس لیے یہ روایت شاذ اور معلل ہے اور استدلال سے خارج ہے۔

2: صحیح مسلم کی زیر بحث روایت کے غیر صحیح ہونے پر دوسری دلیل:

اس روایت کے شاذ، معلل اور مردود ہونے کی دوسری وجہ یہ ہے کہ حضرت ابن عباس رضی اللہ تعالیٰ عنہما خود یہ فتویٰ دیتے تھے کہ ایک مجلس میں دی گئی تین طلاقیں واقع ہو جاتی ہیں۔ حافظ ابن حجر عسقلانی لکھتے ہیں کہ حضرت ابن عباس سے یہ متصور نہیں کہ وہ نبی کریم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم سے ایک چیز روایت کریں اور فتویٰ اس کے خلاف دیں اس لیے یہ روایت شاذ ہے اور ابن عباس کی طرف منسوب کرنے میں طاؤس کو وہم ہوا ہے۔

(فتح الباری جلد 9 صفحہ: 363 مطبوعہ دار النشر الکتب الاسلامیہ لاہور 1401ھ)

صحیح مسلم کی زیر بحث حدیث'' کہ طاؤس نے حضرت ابن عباس سے روایت کیا ہے'' حافظ ابن حجر عسقلانی کی صراحت کے مطابق یہ طاؤس کا وہم ہے اس کی مزید تائید امام بیہقی کے اس بیان سے ہوتی ہے۔امام بیہقی فرماتے ہیں یہ حدیث ان احادیث میں سے ہے جن میں امام بخاری اور امام مسلم میں اختلاف ہے اور امام مسلم نے اس کو روایت کیا ہے اور امام بخاری نے اس کو ترک کر دیا ہے اور میرا گمان یہ ہے کہ امام بخاری نے اس حدیث کو اس لیے ترک کیا ہے کہ یہ روایت حضرت ابن عباس کی باقی روایات کے خلاف ہے پھر امام بیہقی نے اپنی سند کے ساتھ بیان کیا ہے کہ عکرمہ نے کہا کہ حضرت ابن عباس نے فرمایا ہے پہلے انسان تین طلاق دینے کے بعد رجوع کر لیتا تھا۔'' الطلاق مرتٰن'' نے اس کو منسوخ کر دیا۔سعید بن جبیر نے حضرت ابن عباس سے روایت کیا: جس شخص نے اپنی بیوی کو تین طلاقیں دیں وہ اس پر حرام ہو گئی۔مجاہد کہتے ہیں کہ ایک شخص نے حضرت ابن عباس سے پوچھا کہ میں نے اپنی بیوی کو سو طلاقیں دی ہیں؟ حضرت ابن عباس نے فرمایا: تم تین طلاق لے لو، ستانوے (97) کو چھوڑ دو۔

مجاہد ہی سے روایت ہے کہ ایک شخص نے اپنی بیوی کو سو طلاقیں دیں حضرت ابن عباس نے فرمایا: تم نے اپنے رب کی نافرمانی کی، تمہاری بیوی تم سے علیحدہ ہو گئی تو نے اللہ تعالیٰ کا خوف نہیں کیا اللہ تعالیٰ نے تمہارے لیے کوئی مخرج نہیں رکھا۔اس کے علاوہ عطاء، عمرو بن دینار اور مالک بن حارث وغیرہ طاؤس کے علاوہ حضرت ابن عباس کے تمام تلامذہ (شاگرد) حضرت ابن عباس سے یہی روایت کرتے ہیں کہ بیک وقت دی گئی تین طلاقیں نافذ ہو جاتی ہیں اس کے برخلاف صرف طاؤس نے حضرت ابن عباس سے یہ روایت کیا ہے کہ عہد رسالت اور عہد ابوبکر میں تین طلاقیں ایک قرار دی جاتی تھیں۔اس لیے یہ روایت طاؤس کے وہم پر محمول کی جائے گی اور صحیح نہیں ہے۔

(امام ابوبکر احمد بن حسین بن علی بیہقی متوفی 458ھ سنن الکبریٰ ج 7 صفحہ: 337 مطبوعہ نشر السنہ ملتان)

قاضی شوکانی کا اعتراف :

مشہور غیر مقلد عالم قاضی شوکانی نے بھی اعتراف کیا کہ

''قَالَ اَحْمَدُ بْنُ حَنْبَل كُلُّ اَصْحَابِ ابْنِ عَبَّاس رَوَوْا عَنْهُ خِلَافَ مَا قَالَ طَاؤُس ، سَعِيْدُ بْنُ جُبَيْر وَمُجَاهِد و نَافِع عَنِ ابْنِ عَبَّاس بِخَلَافِهِ''

امام احمد بن حنبل نے فرمایا: حضرت ابن عباس کے تمام شاگردوں نے حضرت ابن عباس سے طاؤس کے برخلاف روایت کیا ہے۔ سعید بن جبیر، مجاہد اور نافع نے حضرت ابن عباس سے اس کے برخلاف روایت کی ہے۔

(قاضی محمد بن علی شوکانی متوفی 1250ھ نیل الاوطار جلد 8 صفحہ:22 مطبوعہ مکتبۃ الکلیات الازہر مصر)

اور چونکہ صحیح مسلم کی یہ روایت طاؤس کے وہم پر مبنی ہے اس لیے صحیح نہیں ہے۔ حضرت عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہ پر عہد رسالت کے معمول کی مخالفت اور تمام صحابہ پر مداہنت (پھسل جانے) کی تہمت لگانے سے یہ بہتر نہیں ہے کہ ایک معقول وجہ (طاؤس کے وہم) کی بنیاد پر اس روایت کو مسترد کر دیا جائے۔

مسلم میں درج طاؤس کی روایت کے غلط اور شاذ ہونے پر مزید دلائل :

طاؤس کی اس روایت کے وہم اور غلط ہونے پر ایک اور واضح قرینہ یہ ہے کہ خود طاؤس کا فتویٰ بھی اس روایت کے خلاف تھا۔ طاؤس یہ کہتے تھے کہ اگر غیر مدخولہ کو ایک مجلس میں تین لفظوں میں تین طلاق دی جائیں تو یہ ایک طلاق ہوگی (کیونکہ وہ پہلی طلاق سے بائنہ ہو جاتی ہے اور بعد کی طلاقوں کا محل نہیں رہتی) طاؤس مدخولہ کی تین طلاقوں کو ایک طلاق قرار نہیں دیتے تھے۔ امام ابن ابی شیبہ روایت کرتے ہیں۔

" عَنْ لَيْث عَنْ طَاؤُس وَعَطَاء اَنَّهُمَا قَالَا اِذَا طَلَقَ الرَّجُلُ اِمْرَأَتَهُ ثَلَاثًا قَبْلَ اَنْ يَّدْخلَ بِهَا فَهِيَ وَاحِدَة .''

یعنی لیث بیان کرتے ہیں کہ طاؤس اور عطاء کہتے تھے جب کوئی شخص اپنی غیر

مدخولہ بیوی کو تین طلاق دیدے تو وہ ایک طلاق واقع ہوگی (یعنی غیر مدخولہ شرط ہے)''۔

(حافظ ابو بکر عبد اللہ بن محمد بن ابی شیبہ متوفی 235ھ المصنف جلد 5 صفحہ:26 مطبوعہ ادارۃ القرآن کراچی طبع اولیٰ 1406ھ)

اس روایت سے معلوم ہوا کہ طاؤس مطلقاً تین طلاقوں کو ایک نہیں کہتے تھے اس لیے طاؤس کی یہ روایت جس کو امام مسلم نے بیان کیا ہے وہ وہم اور مغالطہ سے خالی نہیں ہے۔

علامہ ماردینی طاؤس کی اس روایت پر تبصرہ کرتے ہوئے لکھتے ہیں۔

'' وَذَكَرَ صَاحِبُ الْاِسْتِذْكَارِ اَنَّ هٰذِهِ الرِّوَايَةَ وَهْم وَ غَلط لَم يَعْرِجُ عَلَيْهَا اَحَدٌ مِّنْ الْعُلَمَاءِ الى قوله وَلاَ يَصِحُّ ذٰلِكَ عَنِ ابْنِ عَبَّاس لِرَوَايةِ الثِّقَاتِ عَنْهُ خِلَافَهٗ'

علامہ ابن عبد البر (صاحب الاستذکار) نے کہا ہے کہ طاؤس کی یہ روایت وہم اور غلط ہے علماء میں سے کسی نے اس کو قبول نہیں کیا۔حضرت ابن عباس سے طاؤس کی یہ روایت اس لیے صحیح نہیں کہ ثقہ راویوں نے حضرت ابن عباس سے اس کے خلاف روایت کیا ہے۔

(علامہ علاؤالدین بن علی بن عثمان ماردینی متوفی 845ھ الجوہر النقی علی ہامش البیہقی ج 7 ص:337,338)

نیز علامہ ابو جعفر بن نحاس کتاب الناسخ والمنسوخ میں لکھتے ہیں:

طاؤس ہر چند کہ نیک شخص ہیں لیکن وہ حضرت ابن عباس کی بہت سی روایات میں منفرد ہیں، اہل علم ان روایات کو قبول نہیں کرتے، ان میں سے ایک روایت وہ بھی ہے۔جس میں انہوں نے حضرت ابن عباس سے تین طلاقوں کے ایک ہونے کی روایت کی ہے لیکن حضرت ابن عباس اور حضرت علی (رضی اللہ تعالیٰ عنہم) کی صحیح روایت یہی ہے کہ تین طلاقیں تین ہی ہوتی ہیں۔

طاؤس کی روایت کا صحیح محمل:

جمہور فقہاء اسلام نے اولاً اس حدیث کے فنی سقم کی وجہ سے اس کو قبول ہی نہیں کیا، ثانیاً بر سبیل تنزل اس میں تاویل کی اور کہا کہ دور رسالت اور دور صحابہ میں لوگ

تاکید کی نیت سے تین بار طلاق دیتے (یعنی لفظ طلاق دہراتے) بعد میں حضرت عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے دور میں لوگوں نے تین طلاق دینے کی نیت سے تین بار طلاق کہنا شروع کر دیا اس لیے حضرت عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے ان کی نیّات کے اعتبار سے ان کی تین طلاقوں کو تین ہی قرار دیا۔ان جوابات سے یہ بات واضح ہوگئی کہ حضرت سیدنا فاروق اعظم اور دیگر صحابہ کرام علیہم الرضوان نے رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کے کسی حکم کو نہیں بدلا تھا بلکہ اسی چیز کو نافذ فرمایا تھا جو کہ رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کی حدیث سے ثابت ہے۔

حضرت امام ترمذی رحمۃ اللہ علیہ اپنی سند کے ساتھ روایت کرتے ہیں کہ حضرت رکانہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے مروی ہے کہ میں نبی کریم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کی خدمت فیض درجت میں حاضر ہوا اور عرض کیا کہ: یارسول اللہ (صلی اللہ تعالیٰ علی حبیبہ وسلم)! میں نے اپنی بیوی کو طلاق البتّہ دی ہے۔آپ نے فرمایا: تم نے طلاق البتّہ سے کیا مراد لیا تھا؟ میں نے عرض کیا: ایک طلاق ،آپ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا: کیا اللہ تعالیٰ کی قسم (اٹھا کر کہتے ہو) ایک طلاق دی ہے؟ میں نے عرض کیا: اللہ تعالیٰ کی قسم میں نے ایک طلاق کا ہی ارادہ کیا تھا۔تب رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے فرمایا: پھر وہی طلاق ہے جس کا تم نے ارادہ کیا یعنی ایک (لیکن اگر تین کا ارادہ کیا ہوتا تو تین طلاق ہی نافذ ہو جاتیں)۔ اس حدیث شریفہ کو امام ابو داؤد نے تین مختلف اسناد کے ساتھ بیان کیا نیز ابن ماجہ نے بھی اپنی سنن میں نقل فرمایا ہے۔(جامع ترمذی کتاب الطلاق واللعان رقم الحدیث: 177، سنن ابو داؤد رقم الحدیث: 2206، سنن ابن ماجہ کتاب الطلاق رقم الحدیث: 2051)

اس حدیثِ پاک سے روز روشن کی طرح واضح ہوگیا کہ اگر مجلس واحد میں لفظ واحد سے تین طلاقوں کا ارادہ کر لیا جائے تو یہ جائز ہے (یعنی نافذ العمل ہے) اگر یہ جائز نہ ہوتا (یعنی نافذ العمل نہ ہوتا) تو رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کبھی حضرت رکانہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے یہ سوال نہ فرماتے کہ تم نے اس لفظ سے کیا مراد لیا تھا اور ان سے ان کی اس

مراد پر اللہ تعالیٰ کی قسم نہ لیتے بلکہ صاف فرما دیتے کہ ایک مجلس میں ایک عبارت سے صرف ایک طلاق واقع ہوتی ہے لیکن اس کے برعکس رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کا حضرت رکانہ سے ایک ہی مجلس میں ایک ہی لفظ کے ساتھ دی گئی طلاق کی تعداد کا دریافت فرمانا اور اس مراد پر اللہ تعالیٰ کی قسم لینا اس بات کی واضح دلیل ہے کہ لفظ واحد کے ساتھ ایک ہی مجلس میں دی گئی تین طلاقیں مؤثر ہوجاتی ہیں اور حضرت عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے جو فیصلہ نافذ فرمایا تھا وہ اس حدیث کے مطابق تھا۔ (شرح صحیح مسلم جلد نمبر 3، از علامہ غلام رسول سعیدی زید مجدہٗ)

واضح ہو کہ شیخ ابن تیمیہ اور ان کے حامیوں کے پاس تین طلاقوں کو ایک طلاق قرار دینے کی صرف تین روایات ہیں جن میں ایک صحیح مسلم کی روایت جو کہ طاؤس کا وہم اور شاذ روایت ہے، دوسری امام احمد کی جو کہ سند کے اعتبار سے مضطرب، منکر، معلل اور ضعیف روایت ہے، تیسری سنن ابوداؤد کی جو کہ مجہول، منکر، اور متروک روایت ہے اور یہ سب کسی صورت بھی قابل عمل نہیں ہیں۔ (تفصیل کے لیے ملاحظہ ہو شرح مسلم جلد نمبر 3)

صحابہ کرام ⍓ کا تقویٰ اور آج کا زمانہ :

محترم قارئین کرام! آپ پڑھ چکے ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے حضرت رکانہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے ان کی نیت کے بارے میں اللہ تعالیٰ کی قسم لی تھی تاکہ کوئی اشکال باقی نہ رہے حالانکہ یہ وہ اعلیٰ ترین زمانہ تھا کہ جس کی مثال تاریخ عالم میں کہیں نہیں ملتی۔ یہ وہ دور تھا کہ مجرم اپنے خلاف خود گواہی دے دیتا تھا۔ اس ضمن میں چند ایک احادیث مبارکہ ملاحظہ ہوں۔

حضرت ماعز بن مالک ♦ کا واقعہ:

حضرت ماعز رضی اللہ تعالیٰ عنہ کا واقعہ متعدد کتب احادیث میں اجمالاً وتفصیلاً درج ہے مثلاً: صحیح بخاری ''کتاب المحاربین من اهل الکفرو الردة ''میں نصف درجن کے قریب روایات جبکہ صحیح مسلم کتاب الحدود میں ایک درجن سے زائد احادیث مبارکہ علاوہ

از یں سنن ابی داؤد رقم الحدیث: 4419,4378,4442,4427 جامع ترمذی رقم الحدیث: 1428، سنن ابن ماجہ رقم الحدیث: 2554، سنن دارمی رقم الحدیث: 2324۔

مسند امام احمد میں تقریباً 19 مرتبہ یہ روایت آئی ہے اور ان کے علاوہ بہت سی کتب احادیث وسِیَر میں مذکور ہے اس واقعہ کا خلاصہ یہ ہے کہ ''حضرت ماعز بن مالک بارگاہِ رسالت مآب صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم میں حاضر ہوئے اور عرض کیا کہ اے اللہ تعالیٰ کے رسول (صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم)! آپ مجھے پاک فرما دیجئے یعنی مجھ سے زنا سرزد ہو گیا مجھے پتھر مروا کر مار دیجئے، رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے فرمایا:

''وَیْحَکَ ارْجِعْ فَاسْتَغْفِرِ اللّٰہَ وَتُبْ اِلَیْہِ تجھ پر افسوس ہو جا چلا جا، اللہ تعالیٰ کے حضور استغفار کر اور اس کی جانب توبہ کر۔ ماعز تھوڑی دور گئے پھر واپس لوٹ آئے پھر اقرار زنا کیا اور عرض کیا: ''یَا رَسُوْلَ اللّٰہِ طَھِّرْنِیْ اللہ تعالیٰ کے رسول! مجھے پاک فرما دیجئے۔ آپ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے پھر اسے استغفار اور توبہ کرنے کا حکم دیا الغرض چار مرتبہ اسی طرح ہوا اور یہ بھی مرقوم ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے اپنا رخ انور ہر مرتبہ دوسری جانب پھیر لیا یعنی اس کی بات کو سنی ان سنی کر دیا لیکن جب وہ صحابہ کرام کی موجودگی میں چار مرتبہ اپنے اس جرم کا اقرار کر چکے اور سزا کا مطالبہ کیا تو رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے ان کے قبیلے والوں سے پوچھا کہ یہ دیوانہ تو نہیں ہے قبیلے والوں نے ان کی عقل مندی اور صحت کی گواہی دی تو رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے فرمایا: دیکھو کہیں اس نے نشہ تو نہیں کر رکھا۔ ایک صاحب اٹھے ماعز کے مونہہ کو سونگھا اور گواہی دی کہ اس نے نشہ نہیں کر رکھا ہے پھر رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے خود ماعز سے خوب اچھی طرح تحقیق فرمائی کہ واقعتاً ان سے زنا سرزد ہوا ہے۔ جب ہر طرح تحقیق سے ان کا جرم ثابت ہو گیا تو رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے ان کو رجم کرنے کا حکم صادر فرمایا۔ لوگ ان کو حرّہ کی جانب لے گئے اور رجم کرنا شروع کر دیا۔ جب ان کو پتھر مارے

جا رہے تھے تو وہ انسانی طبع کے مطابق ایک طرف بھاگ پڑے معاً ان کو ایک صاحب ملے کہ جن کے ہاتھ میں اونٹ کے جبڑے کی ہڈی یا کلّا تھا انہوں نے وہ ماعز کے سر پر دے مارا...... ماعز وہیں گر گئے اور صحابہ نے ان پر پتھراؤ کیا یہاں تک کہ وہ فوت ہو گئے۔ ازاں بعد صحابہ کرام نے جب بارگاہِ رسالت مآب صلی اللہ تعالی علیہ وسلم میں ماعز کے پتھروں اور موت کی ایذاء سے یوں بھاگ جانے کا ذکر کیا تو رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے فرمایا: ''هَلَّا تَرَكْتُمُوْهُ لَعَلَّهُ اَنْ يَّتُوْبَ فَيَتُوبَ اللّٰهُ عَلَيْهِ'' ارے تم نے (اس بے چارے) کو چھوڑ کیوں نہ دیا ہوسکتا ہے وہ توبہ کر لیتا اور شاید اللہ تعالیٰ اس کی توبہ کو قبول فرما لیتا۔ ایک روایت میں یہ بھی ہے کہ فرمایا: جب تم نے مجھے دیکھا تھا کہ میں اس سے اعراض فرما رہا ہوں (یعنی جب وہ اقرارِ جرم کر رہا تھا تو میں اس کی بات کو سنی ان سنی کرتے ہوئے اپنا رخِ زیبا دوسری طرف فرما رہا تھا اور اس کے اقرارِ زنا کو نظر انداز فرما رہا تھا) تو تم میں کوئی بھی ایسا'' رجل رشید '' (بات کی تہہ کو پہنچ جانے والا) نہیں تھا کہ اس کو بازو سے پکڑ کر ایک طرف لے جاتا اور اسے توبہ کی ترغیب دیتا؟ صحابہ نے عرض کیا کہ یارسول اللہ (صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہٖ وسلم)! آپ ہمیں آنکھ سے اشارہ فرما دیتے ہم فوراً یہ عمل کر گزرتے، اس پر آپ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے فرمایا: ''اللہ تعالیٰ کا نبی آنکھ کی خیانت سے بھی محفوظ ہے'' (یعنی اعلانیہ بات کرنے کی بجائے آنکھ سے اشارہ کرنا بھی ایک قسم کا دھوکہ اور خیانت ہے۔ اللہ تعالیٰ نے مجھے اس قدر معمولی خیانت سے بھی محفوظ فرما دیا ہے)۔ سبحان اللہ تعالیٰ!

صحیح مسلم کی روایت کے مطابق دو یا تین دن لوگوں پر اس واقعہ کے گزرے تھے کہ رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم، صحابہ کرام رضی اللہ تعالیٰ عنہم کے پاس تشریف لائے اور فرمایا:

''اِسْتَغْفِرُوْا لِمَاعِزِ ابْنِ مَالِک لَقَدْ تَابَ تَوْبَةً لَوْ قُسِّمَتْ بَيْنَ اُمَّةٍ لَوَسِعَتْهُمْ''

ماعز بن مالک کے لیے اللہ تعالیٰ کے حضور دعائے استغفار کرو [1]۔ اس میں شک نہیں کہ اس نے ایسی (بہترین) توبہ کی ہے کہ اگر اسے ایک امت پر تقسیم کر دیا جائے تو سب کے لیے کافی ہو جائے۔

قبیلہ غامد کی ایک عورت کا واقعہ:

اس واقعہ کے کچھ عرصہ بعد ایک عورت حاضر ہوئی جو غامد قبیلہ کی شاخ ازد سے تعلق رکھتی تھی، اس نے عرض کیا یا رسول اللہ (صلی اللہ تعالیٰ علیک وسلم)! مجھے پاک فرما دیجئے۔ آپ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے فرمایا:

''وَيْحَكِ اِرْجِعِيْ فَاسْتَغْفِرِى اللّٰهَ وَتُوْبِيْ اِلَيْهِ''

تیرے لیے افسوس ہو واپس چلی جا اور اللہ تعالیٰ کے حضور طلبِ استغفار کر اور اس کے حضور توبہ کر۔ اس نے عرض کیا: کیا آپ چاہتے ہیں کہ مجھ کو واپس لوٹا دیں جس طرح ماعز بن مالک کو لوٹ جانے کا حکم دیا تھا۔ (سبحان اللہ! گویا اسے علم تھا کہ ماعز کو رجم کیا گیا ہے ایسا ہی سلوک میرے ساتھ ہو گا اس یقین کے باوجود) اس نے عرض کیا: مجھے قیامت کے دن کے عذاب سے ڈر آتا ہے مجھے پاک فرما دیجئے۔ اس عورت کے چار مرتبہ اقرار کرنے پر رسولِ رحمت صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے فرمایا: کیا تو نے واقعی یہ فعل کیا ہے؟ تو اس نے عرض کیا: بلکہ میں تو اس فعل کی وجہ سے حاملہ ہوں۔ آپ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے فرمایا: جا! چلی جا۔ میرے پاس اسوقت تک نہ آنا جب تک تیرے ہاں بچے کی ولادت نہ ہو جائے (یعنی ماں کی سزا بچے کو نہیں دی جائے گی)۔ پھر وہ کچھ عرصہ کے بعد حاضر ہوئی تو اس کی گود میں بچہ تھا آپ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے فرمایا: (ابھی واپس لوٹ جا) ''قَالَ اذْهَبِيْ فَارْضِعِيْهِ حَتّٰى تَفْطِمِيْهِ''فرمایا: جا! اس کو دودھ پلا جب تک بچہ دودھ نہ چھوڑے، نہ آنا۔ اس عورت

1۔ اس سے دوسرے یا تیسرے دن فوت شدہ کے لیے اجتماعی دعا کرنے کا ثبوت ہے جسے برصغیر میں ''قل شریف'' کے نام سے تعبیر کیا جاتا ہے۔

نے بچے کو دودھ پلانا چھڑا دیا تو پھر حاضرِ خدمت ہوئی اس حال میں کہ اس کے بچے کے ہاتھ میں روٹی کا ٹکڑا تھا۔ اس نے عرض کیا: یا رسول اللہ (صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہٖ وسلم)! میں نے اس کا دودھ چھڑا دیا ہے اب یہ کھانا کھا لیتا ہے (معلوم نہیں اس نیک بخت نے کتنی محنت کر کے بچے کو دودھ کی بجائے روٹی پر لگایا ہوگا) حضور نبی کریم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے اس کا بچہ ایک صحابی کے سپرد فرما دیا اور اس عورت کے بارے میں یہ حکم ارشاد فرمایا کہ اسے سینے کے برابر گڑھے میں کھڑی کر کے رجم کر دیا جائے۔ دوران رجم حضرت خالد بن ولید رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے ایک پتھر اس کے سر پر مارا تو اس کا سر پھٹ گیا اور خون کے چھینٹے حضرت خالد کے چہرے پر پڑے، حضرت خالد نے اس عورت کے لیے کچھ سخت الفاظ کہہ دیئے۔ رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے اظہار ناراضگی فرمایا اور ارشاد فرمایا: اے خالد! اسے کچھ نہ کہو مجھے قسم ہے اس رب کائنات کی کہ جس کے دست قدرت میں میری جان ہے اس عورت نے ایسی توبہ کی ہے کہ اگر صاحبِ مَکَس (ظالم محصول وصول کرنے والا لٹیرا) بھی ایسی توبہ کرتا اللہ تعالیٰ اسے بھی معاف فرما دیتا پھر اس عورت کے فوت ہو جانے کے بعد رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ والہ وسلم کے حکم کے مطابق اس کی نماز جنازہ پڑھی گئی اور اسے دفن کیا گیا۔

(بخاری، مسلم، ابوداؤد، ترمذی، مسند امام احمد، دارمی)

اپنے خلاف گواہی کا ایک اور واقعہ:

حضرت علقمہ بن وائل کندی اپنے والد محترم سے روایت کرتے ہیں کہ نبی کریم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کے زمانہ برکت نشان میں ایک عورت نماز کے ارادہ سے باہر نکلی تو ایک آدمی نے اس پر کپڑا ڈال کر پکڑ لیا اور اس سے برا فعل کر لیا۔ (چونکہ عورت کے مونہہ پر کپڑا ڈال دیا گیا تھا اس لیے وہ اس شخص کو پہچان نہ سکی) وہ عورت چلائی لیکن وہ چلا گیا اسی دوران ایک اور آدمی ادھر سے گزرا اس عورت نے خیال کیا شاید یہی وہ ہے

پھر وہ مہاجرین صحابہ کی ایک جماعت کے قریب سے گزری اور ان کو بتایا کہ فلاں شخص نے میرے ساتھ ایسے ایسے کیا ہے ۔صحابہ گئے اور اس آدمی کو پکڑ لائے کہ جس کے بارے میں اس عورت نے گمان کیا تھا کہ اس نے اس کے ساتھ زنا کیا ہے۔اس عورت نے دیکھتے ہی کہا: ہاں! یہ وہی ہے جس نے اس کے ساتھ جبراً بدکاری کی ہے لوگ اس کو بارگاہِ رسالتمآب صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم میں لے آئے اور اس کے بارے میں فیصلہ چاہا۔ آپ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے اسے سنگسار کرنے کا حکم دیا۔اس پر وہ اصل شخص کھڑا ہوا جس سے یہ جرم سرزد ہوا تھا اس نے عرض کیا: یارسول اللہ (صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم)! میں نے اس عورت سے زنا کیا ہے (یعنی اصل مجرم میں ہوں یہ گرفتار شخص بے گناہ ہے)۔ رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے اس عورت سے فرمایا: جا!..... تجھے اللہ تعالیٰ نے معاف فرما دیا ہے (یعنی تجھ سے زبردستی یہ فعل کیا گیا ہے اور تو نے غلط فہمی میں کسی بے گناہ کا نام لیا تھا اس لیے اللہ تعالیٰ نے تجھے معاف فرما دیا ہے) پھر پہلے (یعنی بے گناہ) آدمی کے بارے میں بہت اچھے کلمات ارشاد فرمائے اور اقرار کرنے والے زانی کے لیے حکم فرمایا کہ اسے سنگسار کر دیا جائے (چنانچہ اسے سنگسار کر دیا گیا) پھر آپ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے فرمایا: اس شخص نے ایسی اعلیٰ توبہ کی ہے کہ اگر اسے سب اہل مدینہ کی جانب منسوب کر دیا جائے تو اللہ تعالیٰ سب کو معاف کر دے۔

(جامع ترمذی ابواب الحدود باب ماجاء فی المرأة اذا استکرهت علی الزنا رقم الحدیث:1372، سنن ابوداؤد کتاب الحدود باب فی صاحب الحد یجیئ فیقر رقم الحدیث:3806)

فیصلہ کن بات:

محترم قارئین کرام! کتب احادیث وسیرۃ میں ان مذکورہ بالا واقعات کے سوا بھی بہت سے ایسے واقعات ہیں کہ جن میں مجرم نے خود حاضر خدمت ہو کر اپنے جرم کا اقرار کیا اور خود اپنی ذات کے لیے سزا کا طلبگار رہا تا کہ قیامت کے دن کے عذاب سے بچ جائے

اس جگہ ان دو تین واقعات کو نقل کرنے کا مقصد صرف یہ تھا کہ آپ کو پتہ چل جائے کہ اس بہترین زمانے میں لوگوں یعنی جماعت صحابہ کرام رضوان اللہ تعالیٰ علیہم اجمعین کا معیار تقویٰ کس قدر بلند تھا اس قدر بہترین دور میں بھی اللہ تعالیٰ کے رسول صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے اپنے جانثار اور معزز صحابی حضرت رکانہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ [1] کو اللہ تعالیٰ کی قسم دیکر پوچھا طلاق البتہ کہنے میں تیری نیت کتنی طلاقوں کی تھی جب انہوں نے اللہ تعالیٰ کی قسم اٹھا کر اقرار کیا کہ ایک ہی طلاق مراد لی تھی تب رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے ان کو رجوع کا حکم دیا تھا۔ چونکہ حضرت سیدنا صدیق اکبر رضی اللہ تعالیٰ عنہ کا زمانۂ خلافت رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کے بہت قریب تھا لوگوں کے تقویٰ وطہارت کا معیار بلند تھا اس لیے حضرت صدیق اکبر رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے بھی اس بات کو اسی طرح جاری وساری رکھا لیکن جب حضرت سیدنا فاروق اعظم رضی اللہ تعالیٰ عنہ کا زمانہ برکت نشان آیا تو اللہ تعالیٰ نے اسلام کی سرحدوں کو بہت وسیع فرما دیا اور حضرت سیدنا فاروق اعظم رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے ہاتھوں فتح ونصرت کا ایسا دروازہ کھولا کہ ساڑھے بائیس لاکھ مربع میل سے زیادہ علاقہ فتوحات فاروقی میں شامل ہوا۔ اس میں شام، مصر، جزیرۃ العرب، عراق عرب، عراق عجم، خورستان، آرمینیا، آذر بائیجان، فارس، کرمان، خراسان، مکران کہ جس میں کچھ حصہ بلوچستان کا بھی آجاتا ہے۔ ایشیائے کوچک جسے اہل عرب روم کہتے ہیں یہ سارا علاقہ سلطنتِ اسلامیہ میں شامل تھا۔ ظاہر ہے کہ اس قدر عظیم سلطنت میں نومسلم لوگوں کی بہت بڑی تعداد ایسی تھی کہ وہ معیار تقویٰ میں اس معراج کے حامل نہیں تھے جو جماعتِ صحابہ کا

---

[1]: حضرت رکانہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ کوئی معمولی شخص نہیں تھے بلکہ عرب کے معزز خاندان بنومُطلب کے چشم وچراغ اور رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کے قریبی رشتے دار ہیں۔ ان کا نسب یوں ہے: رکانہ بن عبد یزید بن ہاشم بن مطلب بن عبد مناف بن قصی بن کلاب بن مرّہ (قریشی مطلبی) یعنی رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کے والد ذی وقار حضرت سیدنا عبداللہ کے چچا کی اولاد سے ہیں جبکہ حضرت رکانہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی والدہ کا نام شفاء بنت ہاشم بن عبد مناف تھا یہ وہی رکانہ ہیں کہ جن سے نبی کریم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے کشتی فرمائی تھی اور دو یا تین مرتبہ ان کو زمین پر پٹک دیا تھا یہ بنو ہاشم ہی نہیں پورے قبیلۂ قریش میں سب سے زیادہ طاقتور پہلوان تصور کیے جاتے تھے۔ ملاحظہ ہو اسد الغابۃ فی معرفۃ الصحابہ)

خاصہ تھا۔اس لیے جب حضرت سیدنا فاروق اعظم رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے یہ ملاحظہ فرمایا کہ اب لوگ تین مرتبہ لفظ طلاق تین طلاق کی نیت کہہ کر بھی ایک ہی مراد لینے لگے ہیں تو آپ رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے صحابہ کرام رضوان اللہ تعالیٰ علیہم اجمعین کے مشورہ سے یہ فرمان جاری فرمایا کہ اگر کسی نے اپنی بیوی کو ایک طلاق دینی ہو تو ایک مرتبہ ہی طلاق کا لفظ کہے اگر وہ بیک وقت یعنی ایک ہی مجلس میں تین مرتبہ طلاق،طلاق،طلاق کا لفظ استعمال کرے گا تو قاضی تین طلاق کا ہی فیصلہ دے گا یہ ایسی صورت میں ہے کہ جب طلاق دینے والا عددِ طلاق کا ذکر نہ کرے صرف لفظ طلاق،طلاق،طلاق کہے لیکن اگر عدد کا ذکر کرے گا تو اسی قدر طلاق مراد لینا تو خود رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم سے ثابت ہے۔جیسا کہ قبل ازیں مذکور ہو چکا ہے مثلاً دو طلاق کہے تو دو، تین طلاق کہے تو تین اگر زیادہ مثلاً ہزار کہے تو تین نافذ نوسوستانوے (997) لغو قرار دی جائیں گی۔

ایک جسارت :

محترم قارئین کرام! یہ ہے وہ حقیقت جس کو بہانہ بنا کر حضرت سیدنا فاروق اعظم رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے خلاف مکروہ پراپیگنڈہ کیا جاتا ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کے زمانہ اقدس میں بیک وقت دی گئی تین طلاق کو ایک گنا جاتا تھا جبکہ سیدنا عمر فاروق رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے ان کو تین قرار دیدیا۔(معاذ اللہ ثم معاذ اللہ) یہ کتنی بڑی جسارت ہے اگر آج ایک پڑھا لکھا جاہل بزعمِ خود عالمِ دین یہ ثابت کرنے کی مذموم کوشش کرے کہ حضرت عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کے حکم کی نافرمانی کرتے ہوئے ایک طلاق کو تین طلاق قرار دیکر دین ہی بدل دیا کہ حلال کو حرام قرار دے دیا۔(۱) پھر مقام حیرت ہے کہ سارے کے سارے صحابہ کرام رضوان اللہ تعالیٰ علیہم اجمعین بھی خاموش رہے۔

۱ جبکہ اللہ تعالیٰ نے اپنے نبی صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم کا ارشاد فرمایا:
’’ یَـا اَیُّهَـا الـنَّبِـیّ لِـمَ تُـحَـرِّمُ مَـا اَحَـلَّ الـلّٰـهُ (اے نبی (صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم) آپ اس چیز کو کیوں حرام قرار دے رہے ہیں جسے اللہ تعالیٰ نے حلال قرار دیا ہے) (التحریم:1)

حالانکہ رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے تو خلفائے راشدین کی پیروی کرنے کا حکم ارشاد فرمایا تھا مگر............ کیا یہ سب دین کو بدلنے میں (معاذ اللہ) حضرت عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے ہمنوا بن گئے پھر کئی صدیوں تک مسلمانوں کو اس بڑے حادثہ کا احساس ہی نہ ہو سکا بالآخر حضرت ابن تیمیہ دنیا میں تشریف لائے اور نبی علیہ السلام کی اس مردہ سنت کو زندہ کر کے دین اسلام کے اس بگاڑ کو درست کیا۔

(انا للّٰہ وانا الیہ راجعون . ولا حول ولا قوۃ الا باللہ العلی العظیم)

نوٹ: بعض حضرات سیدنا فاروق اعظم رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے اس فیصلہ کو سیاسی یا تعزیری فیصلہ قرار دیتے ہیں۔ اللہ تعالیٰ ایسی سوچ رکھنے والوں کو ہدایت عطا فرمائے کیا وہ لوگ رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ کے خلیفۂ برحق کو جن کی خلافت تقویٰ وطہارت اور عدل وانصاف کے اعتبار سے بے مثال ہے انہیں موجودہ دور کے کرپٹ سیاست دانوں سے تشبیہ دے رہے ہیں جو اپنے مفاد کی خاطر دین کو بدل دیتے ہیں (معاذ اللہ تعالیٰ) نیز اسے تعزیری فیصلہ قرار دینے والے اتنی سمجھ بھی نہیں رکھتے کہ تعزیر میں سزا کی کمی بیشی کا اختیار تو قاضی کا ہوتا ہے مگر دین بدلنے کا اختیار قاضی کو نہیں ہوتا کہ اللہ تعالیٰ کے حلال کردہ کو قاضی حرام قرار دیدے، مثلاً طلاق ایک تھی خاوند کو بیوی کی طرف رجوع کرنے کا حق تھا اور عمل حلال تھا مگر حضرت عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے بطورِ تعزیر ایک طلاق کو تین قرار دیدیا۔ رجوع کرنے کا حق جو مرد کو تھا وہ بھی معاذ اللہ غصب کر کے حقوق العباد کے بھی مجرم ٹھہرے مزید یہ کہ ایک طلاق کے بعد رجوع کو اللہ تعالیٰ اور اس کے رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم نے حلال قرار دیا تھا جبکہ حضرت عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے اسے تین طلاق قرار دیکر اپنی مرضی سے حلال عمل کو حرام قرار دیدیا اور اس پر سارے صحابہ بھی خاموش رہے (معاذ اللہ تعالیٰ) شاید دین کو بدلنے کی اتنی بڑی گستاخی حضرت فاروق اعظم اور صحابہ کرام علیہم الرضوان کی شان میں روافض نے بھی نہ کی ہوگی جتنی بڑی گستاخی شیخ ابن تیمیہ اور اس کے مقلدین نے کر ڈالی۔ (یا للعجب)

عظمت صحابہ کرام ﷺ:

آیئے رسالتمآب صلی اللہ تعالیٰ علیہ والہ وسلم کی زبان اطہر سے نکلنے والے عظمتِ صحابہ کرام علیہم الرضوان کے چند پھولوں کی معطر ومعنبر خوشبو سے مشام ایمان کو تازگی بخشتے ہیں۔

☆......حضرت سیدنا ابوسعید خدری رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے فرمایا:

''لَا تَسُبُّوْا اَصْحَابِیْ فَلَوْ اَنَّ اَحَدَکُمْ اَنْفَقَ مِثْلَ اُحُدٍ ذَھَبًا مَا بَلَغَ مُدَّ اَحَدِھِمْ وَلَانَصِیْفَہٗ ''

خبردار! میرے صحابہ کو بُرا مت کہو، یاد رکھو! اگر تم میں سے کوئی احد پہاڑ کے برابر سونا خرچ کرے (تو) وہ کسی ایک صحابی کے ایک مد بلکہ نصف مد کے برابر بھی (ثواب کے اعتبار سے) نہ ہوگا۔ (مشکوٰۃ رقم الحدیث: 6007، بخاری رقم الحدیث: 3673، مسلم رقم الحدیث :222 \2541، ابوداؤد رقم الحدیث: 4658، احمد فی المسند 3\11)

☆......حضرت عمران بن حصین رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے مروی ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے فرمایا: میری اُمت کا بہترین زمانہ میرا زمانہ ہے پھر وہ لوگ جوان سے (یعنی صحابہ سے) ملے پھر وہ لوگ جوان (یعنی تابعین سے) ملے پھر ان کے بعد ایسی قوم آئے گی کہ وہ گواہی دیں گے حالانکہ ان سے گواہی طلب نہیں کی جائے گی''۔

(مشکوٰۃ رقم الحدیث: 6010، بخاری حدیث رقم الحدیث: 3650، مسلم رقم الحدیث: 214\2535 ابوداؤد رقم الحدیث: 4657، ترمذی رقم الحدیث: 3859)

فائدہ: اس حدیث مبارکہ سے معلوم ہوا کہ زمانوں میں بہترین زمانہ اور ساری امتوں میں سے بہترین امت رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کی ظاہری حیات مبارکہ سے متعلق ہے۔ اس کے بعد بہترین اُمت اور زمانہ صحابہ کرام کا زمانہ ہے۔ اس کے بعد تابعین کا زمانہ ہے

اس کے بعد تبع تابعین کا دور مسعود ہے گویا یہی وہ ادوار مقدسہ ہیں کہ جن کے بہترین ہونے کی خبر مخبر صادق صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے دی۔ بحمداللہ تعالیٰ آئمہ اربعہ رحمہم اللہ تعالیٰ علیہم بھی اسی بہترین دور میں ہوئے۔ جیسا کہ آپ گزشتہ صفحات میں پڑھ چکے ہیں کہ بیک وقت دی گئی تین طلاق کو، تین طلاق قرار دینے کا فتویٰ اسی دور مسعود میں دیا جاتا تھا۔'' اس کے بعد جو زمانہ آیا یا شائد آئے گا اس کی نشان دہی حدیث مبارکہ میں جو فرمائی گئی ہے'' اسے ایک مرتبہ پھر پڑھ لیں اور فیصلہ کریں کہ فتویٰ سیدنا فاروق اعظم اور عثمان و علی و دیگر صحابہ کرام رضوان اللہ تعالیٰ علیہم اجمعین کا اعلیٰ ہے یا پھر شیخ ابن تیمیہ اوران کے پیروکاروں کا؟ جسے جو زیادہ پسند ہو وہ اسی کو اپنا لے۔

☆......حضرت عبداللہ بن مغفل رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے مروی ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے فرمایا: ''اللہ تعالیٰ سے ڈرو، اللہ تعالیٰ سے ڈرو، (خبردار) میرے صحابہ کو میرے بعد تنقید کا نشانہ نہ بنانا (یادرکھو) جو ان سے محبت رکھتا ہے (وہ فی الحقیقت) میری محبت کی وجہ سے ان سے محبت کرتا ہے اور جو ان سے دشمنی رکھتا ہے وہ (فی الحقیقت) میرے ساتھ دشمنی کی وجہ سے ان سے دشمنی رکھتا ہے۔ جس نے ان کو ستایا دراصل اس نے مجھے ستایا اور جس نے مجھے ایذاء دی اس نے گویا اللہ تعالیٰ کو ایذاء دی عنقریب اللہ تعالیٰ اس کی گرفت فرمائے گا۔ (ترمذی رقم الحدیث: 3862، احمد فی المسند 87\4)

☆......حضرت ابن عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہما سے مروی ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے فرمایا: جب تم ایسے لوگوں کو دیکھو کہ وہ صحابہ کرام (رضی اللہ تعالیٰ عنہم) کی شان میں نازیبا کلمات کہہ رہے ہیں تو تم ان سے کہو تمہارے اس فعلِ بد پر اللہ تعالیٰ کی لعنت ہو۔

(مشکوٰۃ رقم الحدیث: 6017، ترمذی رقم الحدیث: 3866)

نسبت کی برکت:

حضرت ابوسعید خدری رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے مروی ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ

تعالیٰ علیہ وسلم نے فرمایا:

لوگوں پر ایک زمانہ ایسا آئے گا کہ ان کی ایک جماعت جہاد کو جائے گی اور وہ آپس میں پوچھیں گے کیا ہمارے اندر کوئی ایسا شخص ہے جو رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کا صحابی ہو؟ کہا جائے گا: ''ہاں صحابی ہے'' چنانچہ اس کی برکت سے فتح ہو جائے گی۔ پھر لوگوں پر ایک زمانہ ایسا آئے گا کہ ان میں سے ایک لشکر جہاد کے لیے نکلے گا وہ آپس میں پوچھیں گے کیا ہماری جماعت میں کوئی ایسا شخص ہے کہ جس نے رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کے صحابی کی زیارت کی ہو؟ (یعنی تابعی ہو) کہا جائے گا: ''ہاں تابعی ہے'' اس جماعت کو بھی اس (تابعی) کی برکت کی وجہ سے فتح مل جائے گی۔ پھر ایسا زمانہ آئے گا کہ ایک جماعت جہاد کو جائے گی وہ آپس میں پوچھیں گے کیا ہماری جماعت میں کوئی ایسا شخص ہے جو صحابہ کرام کے ساتھیوں کا ساتھی (یعنی تبع تابعی ہو) کہا جائے گا: ''ہاں ایسا شخص ہے'' پھر اس کی برکت سے اللہ تعالیٰ ان کو بھی فتح عطا فرمادیگا۔

(سبحان اللہ تعالیٰ، غور فرمایئے نسبت کی کتنی برکتیں ہیں)۔ (مشکوٰۃ رقم الحدیث: 6009، صحیح بخاری رقم الحدیث: 3649، صحیح مسلم رقم الحدیث: 2532\209، احمد فی المسند 3\7)

امیر المؤمنین حضرت فاروقِ اعظم ♦ کی شان:

ایک ہی مجلس میں یکبارگی دی گئی طلاق ثلاثہ کو تین ہی قرار دینے کے بارے میں معاذ اللہ تعالیٰ حضرت سیدنا فاروق اعظم رضی اللہ تعالیٰ عنہ کو بطور خاص نشانہ بنایا جاتا ہے۔ اس لیے چند ایک روایات مبارکہ ان کی رفعتِ شان میں ملاحظہ ہوں۔

☆......حضرت سیدنا سعد بن ابی وقاص رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے ایک طویل حدیث مبارکہ مروی ہے اس میں یہ بھی ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے فرمایا:

''یَا ابْنَ الْخَطَّابِ وَالَّذِیْ نَفْسِیْ بِیَدِہٖ مَا لَقِیَکَ الشَّیْطَانُ سَالِکًا فَجًّا قَطُّ اِلَّا سَلَکَ فَجًّا غَیْرَ فَجِّکَ''

اے (عمر) ابن الخطاب مجھے قسم ہے اس ذات کی کہ جس کے دست قدرت میں میری جان ہے شیطان (تجھ سے ڈرتے ہوئے) وہ راستہ چھوڑ کر دوسرا راستہ اختیار کر لیتا ہے کہ جس راستہ سے تو آ رہا ہوتا ہے۔ (یعنی تیرا سامنا نہیں کر سکتا۔)

(صحیح بخاری رقم الحدیث:3683،صحیح مسلم رقم الحدیث:22/2396،احمد فی المسند :1/178)

☆......حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے مروی ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے فرمایا: ''پہلی امتوں میں بعض لوگ ایسے تھے کہ ان کو (اللہ تعالیٰ کی طرف سے) الہام کیا جاتا تھا، میری امت میں اگر کوئی ایسا شخص ہے تو وہ عمر (رضی اللہ تعالیٰ عنہ) ہے۔

(بخاری رقم الحدیث:3689،صحیح مسلم رقم الحدیث:22/3689،احمد فی المسند :1/178)

☆......حضرت عبداللہ بن عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہما سے مروی ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے فرمایا: اس میں شک نہیں کہ اللہ تعالیٰ نے عمر کی زبان پر بھی حق جاری فرمایا ہے اور دل پر بھی۔

(مشکوٰۃ رقم الحدیث:6042، جامع ترمذی رقم الحدیث:2682،سنن ابو داؤد رقم الحدیث:2962، سنن ابن ماجہ رقم الحدیث: 108 عن ابوذر رضی اللہ تعالیٰ عنہ۔)

☆......حضرت ابن عباس رضی اللہ تعالیٰ عنہما سے مروی ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے بارگاہ رب العزت میں یوں عرض کیا کہ اے اللہ! ابوجہل یا عمر بن الخطاب کے ذریعے سے اسلام کو عزت عطا فرما پھر صبح اس حال میں ہوئی کہ حضرت عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہ بارگاہ اقدس میں حاضر ہوئے اور اسلام قبول کر لیا۔ پھر رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے مسجد میں اعلانیہ طور پر نماز ادا فرمائی۔

(جامع ترمذی رقم الحدیث:3683،سنن ابن ماجہ رقم الحدیث:105)

☆......حضرت عقبہ بن عامر رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے مروی ہے کہ نبی کریم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے فرمایا:

''لَوْ کَانَ بَعْدِیْ نَبِیّ لَکَانَ عُمَرُ ابْنَ الْخَطَّابِ ؎
یعنی اگر میرے بعد کوئی نبی ہوتا تو عمر بن خطاب ہوتے۔''

(جامع ترمذی رقم الحدیث:3686، احمد فی المسند 154/4)

فائدہ: اُمتِ مصطفیٰ کریم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم میں حضرت سیدنا فاروق اعظم رضی اللہ تعالیٰ عنہ کو اس قدر عظیم مرتبہ و مقام حاصل ہے کہ اللہ تعالیٰ کے ارشاد گرامی قدر کہ ''اِنَّ عِبَادِیْ لَیْسَ لَکَ عَلَیْهِمْ بِسُلْطٰنٍ کی مصداق شیطان لعین آپ رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے سایہ سے بھی بھاگتا ہے اور آپ رضی اللہ تعالیٰ عنہ کو ربّ کائنات کی طرف سے الہام فرمایا جاتا ہے یہی وجہ کہ قرآن کریم کی کئی آیات مبارکہ آپ کی تائید وتمنا کے مطابق نازل ہوئیں اور اللہ تعالیٰ جلّ شانہٗ نے آپ کے زبان وقلب پر حق جاری فرمایا۔آپ رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے طفیل اسلام کو غلبہ عطا فرمایا چونکہ رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم آخری نبی ہیں آپ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کے بعد شرعاً یا عقلاً کسی نبی کی آمد (بحیثیت نبی) ممکن ہی نہیں اگر ایسے نہ ہوتا تو شرف وکرامت کے اعتبار سے حضرت عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہ اس لائق تھے کہ اللہ تعالیٰ یہ عظیم رتبہ بھی ان کو عطا فرما دیتا۔

محترم قارئین کرام!

امید ہے کہ عظیم ذخیرۂ احادیث سے پیش کی گئیں ان چند احادیث منوّرہ کی تابانیوں سے آپ کا ذہن وقلب جگمگا اٹھا ہوگا اور عظمتِ صحابہ کرام رضوان اللہ تعالیٰ علیہم اجمعین کی دلآویز اور مسحور کن خوشبو سے مشام ایمان معطر ہو گئے ہونگے۔اس لیے..........
اب فیصلہ کرنے میں ان شاء اللہ تعالیٰ کوئی تردد باقی نہیں رہے گا کہ ہمیں بحیثیت اہل سنت و جماعت، سنتِ مصطفیٰ کریم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم اور اجماع صحابہ رضی اللہ تعالیٰ عنہم کے ''پیرو'' ہونا ہے یا پھر..................خیر القرون کے صدیوں بعد پیدا ہونے والی ''انتہائی متنازعہ اور متشدّد شخصیت شیخ ابن تیمیہ کے۔

محترم قارئین کرام!

جو حق تھا اور جو یہ ناچیز سمجھ سکا وہ بیان کر دیا باقی اللہ تعالیٰ اور اس کے برگزیدہ رسول صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم جانتے ہیں یہ ناچیز اس اقرار کے ساتھ اپنی گفتگو ختم کرتا ہے کہ اے ربّ کائنات اس مضمون میں جو صحیح اور حق لکھا ہے وہ تیری رحمت، کرم نوازی اور عنایت سے لکھا ہے اور اگر کچھ غلط تحریر ہو گیا ہے تو وہ میری نادانی اور جہالت کی وجہ سے ہوا ہے جس کیلئے میں تیرے حضور عفوو درگزر کا خواستگار ہوں تو معاف فرمانے والا کریم ہے۔

اللہ تبارک وتعالیٰ جلّ شانہٗ سے دعا ہے کہ خلّاق عالم جلّ شانہٗ ہم سب اہل ایمان کو ہمیشہ صراطِ مستقیم پر چلنے کی توفیق عطا فرمائے اور ان لوگوں کی راہ پر چلائے (یعنی اہل بیت اطہار وصحابہ کرام رضی اللہ تعالیٰ عنہم اجمعین) جن پر اس کی نعمتوں کا نزول ہوا اور ان لوگوں کی راہ سے محفوظ رکھے کہ جو (اہل بیت اطہار وصحابہ کرام رضی اللہ تعالیٰ عنہم اجمعین کی) راہ چھوڑ کر گمراہی وضلالت کے اندھیروں میں بھٹکتے پھر رہے ہیں۔آمین ثم آمین۔

بجاہ النبی الکریم الامین وصلی اللہ تعالیٰ علی حبیبہ سید الانبیاء والمرسلین وعلی الہ واصحابہ اجمعین برحمتک یا ارحم الرحمین

محتاجِ دعاوطلبگارمغفرت

سید محمد سعید الحسن حفظہ اللہ تعالیٰ فی الدارین

۵صفر المظفر ۱۴۳۱ھ یوم الخمیس بمطابق 21 جنوری 2010ء